خلاصة الكلام في أركان الإسلام

للدكتور عبدالله بن محمد الطيار

ارکانِ اسلام

ترجمہ

ابو خالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

الأردية

سلطانة

خُلَاصَةُ الْكَلَامُ فِيْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامُ

للدكتورعبد الله بن محمد الطيار

ارکانِ اسلام

ترجمہ

ابوخالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

مراجعہ

محمد سلیم ساجد مدنی

منصور احمد مدنی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٥ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الطيار ، عبدالله محمد

خلاصة الكلام في أركان الإسلام / أردو / عبدالله محمد
الطيار ؛ جاويد أحمد سعيدي - الرياض ، ١٤٣٥هـ
٢٧٦ ص ؛ ١٢ × ١٧ سم
ردمك: ٤-٤٢-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨
١- أركان الإسلام أ- سعيدي ؛ جاويد أحمد
(مترجم) ب- العنوان

ديوي ٢٥٢ ١٤٣٥/٥٣٢٠

رقم الايداع: ١٤٣٥/٥٣٢٠
ردمك: ٤-٤٢-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

مقدمه

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِیْنُہُ وَنَسْتَھْدِیْہُ وَ نَسْتَغْفِرُہُ وَ نَتُوْبُ إِلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللہ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَیِّآتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہُ وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ .

﴿یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾[آل عمران-١٠٢]

﴿یَااَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُو ارَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہِ وَالاَرْحَام اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾[النساء:١]

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْداً یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَن یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْمًا﴾[الأحزاب-٧٠-٧١].

ترجمہ :اے ایمان والو ! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا.

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی [سچی] باتیں کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی.

حمد وصلاۃ کے بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کو مشروع قرار دیا ہے، اور اسے مخلوق کی تخلیق کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات:۵۶]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اور ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی ندا [دعوت] دی؛

﴿ا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل:۳٦]

ترجمہ: کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

﴿أُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾ [ہود:۵۰]

ترجمہ: اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس مفہوم کے متعلق کہتے ہیں کہ سچا دین اللہ تعالیٰ کی عبودیت کو کامل طور پر [ہر اعتبار سے] ماننا ہے، جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انتہائی درجہ کی محبت کی جائے، اور بندہ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی تکمیل عبودیت کے اعتبار سے مکمل قرار پاتی ہے، جو محبت اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ کی جائے، وہ باطل ہے، اور جو عمل اللہ کی خاطر نہ کیا جائے، یعنی اس کا مقصد

رضائے الٰہی نہ ہو، وہ عمل باطل ہے[العبودیۃ ص ۴۱]
کتنے ہی ایسے افراد ہیں جو ارکان اسلام کو سمجھنے میں کمی برتتے ہیں اور اس میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں، ہم اسی بنیاد پر اکثر و بیشتر غلطیاں اہم عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں دیکھتے ہیں، جب کہ امت سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ سرچشمہ صافی کی طرف رجوع کرے، اور سلف صالحین کی سیرت سے آگاہی حاصل کرے، تاکہ امت میں بہترین نمونہ اجاگر ہو سکے، واضح رہے کہ سرخروئی، سربلندی اور کامیابی تو اسی سچی عبادت میں ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشروع کیا ہے، اور ہر وہ عبادت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ منہج سے ہٹ کر ہو، وہ باطل ومردود ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ندا ہمارے کانوں سے ٹکرا رہی ہے: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقہ پر نہیں ہے، وہ مردود ہے. [مسلم فی کتاب الاقضیۃ حدیث نمبر: ۴۴۹۳]

مگر بہت سے لوگوں نے اس آواز کے اوپر لبیک نہ کہا اور انہوں نے عبادت

کے مفہوم میں تحریف سے کام لیا، انہیں مقاصد کی بنیاد پر ارکان اسلام کے مفہوم کی تصحیح اور قدرے وضاحت ضروری قرار پائی، خاص طور پر عام لوگوں اورکم پڑھے لکھے افراد کی خاطر واضح اور آسان اسلوب میں کچھ ایسی معلومات تیار کی جائیں جو دلائل پر مبنی ہوں، واضح رہے کہ امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی کی اس بارے میں اچھی پیش قدمی ہے.

اور امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی کی علمی کمیٹی برائے تحقیقات نے مجھے پابند کیا کہ میں کوئی ایسی کتاب تیار کروں، جس میں ارکان اسلام کو واضح اور آسان انداز میں جمع کیا گیا ہو، اور جو کتاب ان کے لئے معاون ثابت ہو سکے جو لوگ ارکانِ اسلام کے بعض احکام سے نا آشنا ہیں، لہٰذا یہ کتاب میں کمیٹی کے مطالبہ پر پیش کر رہا ہوں، مگر مجھے یہ امید ہے کہ بہت سارے حضرات اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان چیزوں سے نفع پہونچائے جو اس نے مجھے سکھایا ہے، اور مجھے وہ باتیں سکھائے جو میں نہیں جانتا ہوں، اور ہر اس شخص کو اجر وثواب سے نوازے

،جس نے اس کتاب کے متعلق کوئی مشورہ دیا، یا کسی طرح کی مدد کی، یا ہمت افزائی کی، بے شک وہ کارساز اور اس کے اوپر قادر ہے.

اور ہمارے نبی محمد کے اوپر درود وسلام نازل ہوں.

مؤلف کتاب

خُلَاصَةُ الْكَلَامِ فِيْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

ایمان

ایمان کا لغوی معنیٰ تصدیق واقرار ہے.

ایمان کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ دل سے اس کا عقیدہ رکھا جائے، زبان سے اعتراف کیا جائے، اور اعضاء وجوارح سے اس پر عمل کیا جائے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾[الحجرات : ١٤]

ترجمہ : دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے آپ کہہ دیجئے کہ تم درحقیقت ایمان نہیں لائے، لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے [مخالفت چھوڑ کر مطیع ہوگئے] حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر، اور تقدیر کی اچھائی و برائی پر ایمان لاؤ
[البخاری ١/ ٢٠ مسلم ١/ ٣٠]

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایمان تمنا و آرزو کا نام نہیں ہے، اور نہ ہی ایمان زیب و زینت کا نام ہے، مگر ایمان وہ ہے جو دل میں راسخ ہو جائے، اور عمل سے اس کی تصدیق ہو.

جب اسلام اور ایمان ایک ساتھ بولے جائیں تو اسلام سے ظاہری اعمال اور ایمان سے باطنی [قلبی] اعمال مراد لئے جاتے ہیں.

اور جب ایمان اور اسلام کا تذکرہ علیحدہ طور پر کیا جائے وہ اس طرح کہ صرف اسلام کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد پورا دین ہوا کرتا ہے.

اسی طرح جب صرف ایمان کا تذکرہ کیا جائے تو اس سے مراد پورا دین ہوا کرتا ہے، خلاصہ یہ کہ جب دونوں ایک ساتھ ذکر کئے جائیں تو ان کا مفہوم الگ الگ ہوتا ہے، اور جب یہ علیحدہ طور پر ذکر کئے جائیں تو دونوں کا مفہوم

ایک ہوا کرتا ہے[واللہ أعلم]

ایمان کے اصول

ایمان کے جن اصولوں پر ایمان لانا واجب ہے، وہ چھ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، اسی طرح حدیث کے نصوص میں ان کا ذکر آیا ہوا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ لَیْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ ﴾

ترجمہ: ساری اچھائی مغرب ومشرق کی طرف منہ کرنے ہی میں نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو. [البقرۃ: ١٧٧]

اس آیت میں ایمان کے پانچ اصول یکجا ہیں جو یہ ہیں

١] اللہ پر ایمان

۲] آخرت کے دن پر ایمان

۳] فرشتوں پر ایمان

۴] کتابوں پر ایمان

۵] رسولوں پر ایمان

تقدیر پر ایمان والی بات باقی رہ گئی تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا؛

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:۴۹]

ترجمہ: بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک [مقررہ] اندازے پر پیدا کیا ہے.

جہاں تک حدیث کے نصوص کی بات ہے، تو وہ بہت ہیں، ہم ان میں سے صرف ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کریں گے، جو ایمان واسلام اور احسان کے بارے میں انتہائی عمدہ ہے، وہ حدیث جبریل ہے جس میں ہے کہ جبریل نے پوچھا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی

کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کی اچھائی و برائی کے اوپر ایمان لاؤ. [البخاری ۱/۱۵]

ایمان کے یہی چھ ارکان ہیں جسے ہم تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے.

۱] <u>اللہ پر ایمان</u>

اللہ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے وجود کا اقرار واعتراف کیا جائے، اور اس تعلق سے وارد شدہ خبروں کی تصدیق کی جائے، ان پر عمل کیا جائے، اس بات کا اعتراف کیا جائے کہ اس کائنات کا خالق وہی ہے، وہ موجود ہے، وہی رب ہے، اور وہ اپنی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں منفرد ہے.

مذکورہ مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان لانا مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہے.

۱] پہلی بات: اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانا

اور اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلالت مندرجہ ذیل چار امور سے ہوتی ہے

١] عقل ٢] احساس وشعور ٣] فطرت ٤] شریعت

١] اللہ تعالیٰ کے وجود کی عقلی دلیل

اس کائنات میں کچھ کائناتی علامات اور نشانیاں ہیں، جو خود اللہ تعالیٰ کے وجود کی عقلی دلیل ہیں، کیونکہ اس عالم بالا اور عالم سفلی کا کوئی موجد ضرور ہے جس نے ان کو بنایا ہے اور وہی ان میں تصرف کرتا ہے اور ان کو چلاتا ہے، یہ ناممکن ہے کہ یہ سب بغیر کسی موجد کے خود ہی ایجاد میں آ گئے ہوں، یا ان کا کوئی موجد ہی نہ ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ بَلْ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴾ [الطور : ٣٥،٣٦]

ترجمہ: کیا یہ بغیر کسی [پیدا کرنے والے] کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں، کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں.

اسی لئے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیتیں سنیں اور ابھی آپ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے تو بول اٹھے کہ قریب تھا کہ میرا دل ہی اڑنے لگ جائے [رواہ مسلم فی الصلاۃ ۴۶۳ والبخاری فی صفۃ الصلاۃ ۲/۲۰۶]

اور ایمان جب دل میں جاگزیں ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ عام طور پر اپنے بندوں کو اس کی معرفت کے لئے عالم بالا اور عالم سفلی میں موجود مخلوقات سے اپنی ظاہری نشانیوں سے استدلال کرنے کو کہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوْقِنِينَ﴾ الذاریات : ۲۰]

ترجمہ: اور یقین کرنے والوں کے لئے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں

مطلب یہ ہے کہ اس زمین کی جانب اور اس میں موجود ان نشانیوں کو دیکھو جو اس کے خالق کی عظمت اور اس کی انوکھی قدرت پر دلالت کناں ہیں، وہ اس طرح کہ اس میں مختلف قسم کے پودے ہیں.

۲] احساس وشعور سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل

انسان جب دنیاوی امور میں سے کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تو دعا کرتے ہوئے یارب [اے رب!] کہتا ہے، اور جو چیز وہ چاہتا ہے اس کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے پھر چند لمحات ہی میں اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے اور وہ شخص اس کا عینی مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے، کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وجود کے دلائل نہیں ہیں؟ اس چیز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، کافر اور ملحد تک اس کا اعتراف کرتے ہیں، اور یہ قصہ کیا ہی خوب ہے، ایک داعیہ نے جس کا تذکرہ مجھ سے کیا کہ ہم کسی ملک کے سفر پر تھے، جب ہم سفر کی نیت سے ہوائی جہاز پر سوار ہوئے کہ یکا یک ہوائی جہاز میں کچھ خلل واقع ہو گیا اور مسافروں کو بالکل یقین ہونے لگ گیا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے، تو میں نے اپنا مصحف [قرآن] اٹھایا اور اس کی تلاوت کرنے لگا، ایک ملحد میرے پاس آیا اور اونچی آواز میں اس نے کہا کہ اور پڑھو، وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور کہہ رہا تھا کہ اور پڑھو، بلند آواز سے پڑھو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بچا لے، اور

الحمد للہ ہم اس خطرناک مصیبت سے نجات پا گئے، اور جس نے یہ کارنامہ انجام دیا اس پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ اس سے قبل ایسا وہ مشرکین کر چکے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾[العنكبوت :٦٥]

ترجمہ: پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں.

اس میں احساس وشعور سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل پائی جا رہی ہے.

٣] فطرت سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل

بہت سارے لوگ جو منحرف طبیعت کے نہیں، وہ اللہ کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں، یہاں تک کہ گونگے چوپایے بھی اللہ کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں فطرت کا جھکاؤ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید کی معرفت پر ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَ فَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ [الاعراف:۱۷۲،۱۷۳]

ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار کرلیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو محض اس سے بے خبر تھے یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟

یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسانی طبیعت فطری طور پر اللہ تعالیٰ

کے وجود کی گواہی دیتی ہے.

۴] شریعت سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل

اللہ کے انبیاء ورسل وہ شریعتیں لے کر آئے جو شریعتیں مخلوق کی ہر قسم کی مصلحت پر مشتمل ہیں، دلیل یہاں یہ ہے کہ ان کو بھیجنے والا اللہ رب العالمین ہے، خاص طور پر اس قرآن مجید کو بھیجنے والا اللہ ہے، انسان جس کی مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر رہ گیا.

اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے یہ حیوانات ،زمین [بچھونہ]، پہاڑ ،نہریں اور سمندر ہیں اور لوگوں کی مختلف زبانیں، ان کے رنگ روپ ہیں، اور ان سبھی کی عقل وفہم ،حرکتوں اور شقاوت وسعادت میں اور ان کے جسمانی اعضاء کو خوب قاعدہ سے ان کی ضرورت کی جگہ پر فٹ کر دینے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانیاں ہیں.

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ [الذاریات:۲۱]

اور خود تمہاری ذات میں بھی تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

اور اعرابی کا یہ جواب کتنا بہترین ہے، جب اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق سوال کیا گیا تو کہا کہ سبحان اللہ! مینگنی کی دلالت اونٹنی پر ہے، اور قدموں کے نشانات کی دلالت راستہ پر ہے،تو پھر کیا ٹاوروں والے آسمان، مختلف شگوفوں والی زمین، اور موجوں والے سمندروں کی دلالت باخبر اور باریک [اللہ] کے وجود پر نہیں ہوسکتی ہے؟

٢] دوسری بات: اللہ پر ایمان لانے میں اس کی الوہیت پر ایمان لانا شامل ہے

جس کا مفہوم یہ ہے کہ زبان سے اقرار و اعتراف کرنے کے ساتھ دل سے اعتقاد رکھا جائے کہ تنہا وہی سچا معبود ہے، اس کی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ،اور اسے چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کی الوہیت باطل ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ ذَالِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْر﴾[الحج:٦٢]

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے.

اور اللہ کی الوہیت پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے نہ کرے، وہی معبود برحق تنہا عبادت کا مستحق ہے، ہر قسم کی عبادت بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہی کرے، خواہ قلبی عبادت ہو، یا قولی عبادت ہو، یا عملی عبادت ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرة: ٢١]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا یہی تمہارا بچاؤ ہے.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [النساء: ٣٦]

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرو.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الاسراء: ٢٣]

ترجمہ: اور تیراپروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا.

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمام شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی اورکوشریک کیا تو میں نے اسے اوراس کے شرک کوترک کردیا. [رواہ مسلم ٢٢٩٨]

لہٰذا بندہ کے اوپر واجب ہے کہ کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے انجام نہ دے، اس کا غیر اللہ کے لئے کرنا شرک ہے مثلاً نذر، ذبح، دعا ،استغاثت، استعانت، جھکنا ،خشیت، انابت، نماز ،حج، زکوٰۃ اور دیگر

عبادتیں.

تیسری بات: اللہ پر ایمان لانے میں اس کے اسماء وصفات پر ایمان لانا داخل ہے.

اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسماء وصفات کو اپنی کتاب میں، یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اسماء و صفات کو ثابت کیا ہے، انہیں اسی طرح بغیر کسی تحریف وتعطیل اور بغیر کیفیت ومثال کے ثابت مانا جائے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾[الاعراف :۱۸۰]

ترجمہ: اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں سو تم اس کو انہی ناموں سے پکارو.

اور بندہ کے اوپر واجب ہے کہ وہ ان اسماء وصفات کی عظمت کا احساس کرے، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت انجام دے، ان اسماء وصفات پر ایمان لانے سے بندہ کے اندر اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت وخوف اور امید میں

اضافہ ہوتا ہے.

اللہ پر ایمان لانے کے فوائد

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے فوائد بہت ہیں، چند کا ذکر ہم یہاں کرر ہے ہیں

۱] مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانا کہ کسی اور کے ساتھ وہ تعلقات نہیں اپناتا

۲] اس کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی بلند صفات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کمال تعظیم کرنا، اور اس سے محبت کرنا

۳] اس کے ماموارت کو انجام دے کر اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے مکمل طور پر اس کی عبادت کرنا

۴] مخلوقات کی غلامی سے ان سے لگاؤ رکھنے سے، ان سے ڈرنے، اور ان سے امید لگانے سے، اور ان کی خاطر عمل کرنے سے بندہ کا آزاد ہونا، اور یہی حقیقت عزت وسر بلندی ہے.

فرشتوں پر ایمان لانا

فرشتے کون ہیں؟ یہ غیبی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو نور [روشنی] سے پیدا کیا ہے، اورانہیں اپنا پیروکار بنایا ہے، وہ اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں ،اوران میں سے ہرایک کواللہ تعالیٰ نے خصوصی ذمہ داریاں دی ہیں.

جبریل کی ذمہ داری وحی کی ہے، اسرافیل صور پھونکنے پر مامور ہیں، اور یہ عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں، میکائیل قطرے اور پودے اگانے کے کام پر مامور ہیں، اوران میں سے کچھ فرشتے اولاد آدم کی اور ہر جاندار کی روح قبض کرنے پر مامور ہیں، یہ ملک الموت اوران کے معاونین ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر فرشتے ہیں جن کے اعمال اوران کی ذمہ داریوں کی ذمہ داریاں ہم جانتے ہیں.

<u>ہم فرشتوں کے اوپر ایمان کیسے لائیں؟</u>

۱] ایمان رکھا جائے کہ فرشتے غیبی مخلوق ہیں، دکھائی نہیں پڑتے اور کبھی کبھی ان کو دیکھا جاتا ہے.

مگر اصل یہ ہے کہ یہ دکھائی نہیں دیتے، اور یہ نور [روشنی] سے پیدا کئے گئے

ہیں،اور یہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿لا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ [التحریم ٦:]

ترجمہ: جنہیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں.

۲] ہم ان میں سے جن کے ناموں کو جانتے ہیں ان کے ناموں کے ساتھ ان پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان میں سے جن کی ذمہ داریوں کو ہم جانتے ہیں، ہم ان کی ذمہ داریوں کی ساتھ ان پر ایمان رکھتے ہیں.

<u>فرشتوں پر ایمان لانے کے فوائد</u>

ا] اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت اور اس کی شان وشوکت کی جانکاری

۲] اللہ تعالیٰ کی بنو آدم کی عنایت پر اس کا شکرادا کرنا، وہ اس طرح کہ ان فرشتوں میں سے کچھ فرشتے ان انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں

٣]فرشتے اللہ تعالیٰ کی ان عبادتوں کو پسند کرتے ہیں جسے وہ انجام دیتے ہیں[محاضرات في العقيدة و الدعوة للشيخ صالح الفوزان ١/ ٢٨١]

٣] کتابوں پر ایمان

کتابوں پر ایمان کا معنیٰ یہ ہے کہ پختہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی جانب واضح حق اور روشن ہدایت کے ساتھ نازل کردہ ہیں،اور یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں،کسی اور کا کلام نہیں ہیں.

کتابوں پر ایمان لانے میں چند باتیں داخل ہیں

١]ایمان لانا کہ کہ یہ سب حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں

٢]ان میں سے جن کا نام ہم جانتے ہیں جیسے قرآن جو محمد کے اوپر نازل ہوا ،اورتورات جو موسیٰ کے اوپر نازل ہوا،اور انجیل جو عیسیٰ کے اوپر نازل ہوا، اور زبور جو داؤد کے اوپر نازل ہو،ااور جن کا نام ہم نہیں جانتے ہیں ہم ان پر اجمالی طور پر ایمان رکھتے ہیں.

۳]ان میں جو خبریں صحیح ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں جیسے قرآن کی خبریں اور گزشتہ کتابوں کی وہ خبریں جن میں تحریف وتبدیلی نہیں ہوئی ہے.

۴]ان میں سے جواحکام منسوخ نہ ہوئے ان پر عمل کرنا، اوران کو بخوشی و رضا تسلیم کرلینا، گزشتہ سبھی آسمانی کتابیں قرآن عظیم کے نزول سے منسوخ ہوچکی ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيْمِناً عَلَيْهِ﴾[المائدۃ:۴۸]

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اوران کی محافظ ہے.

یعنی ان پر فیصلہ کرنے والا اس بنیاد پر گزشتہ آسمانی کتابوں کے کسی فیصلہ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ جو فیصلے صحیح ہوں اور قرآن نے اس کو برقرار رکھا ہو.

کتابوں پر ایمان لانے کے فوائد

۱] یہ جانکاری کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی نگہ داشت کرتا ہے کہ اس نے ہر قوم کے لئے ایک کتاب نازل فرمائی جس سے ان کو ہدایت ملے

۲] اللہ تعالیٰ کی حکمت کی جانکاری کہ اس نے ہر قوم کے لئے ایسی چیزیں مشروع کیں جو ان کے حالات کے مناسب ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَ مِنْهَاجاً﴾ المائدة : ۴۸]

ترجمہ:تم میں سے ہرایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے

۴] ان تمام میں اللہ کے نعمت کا شکریہ. [شرح اصول الایمان للشیخ محمد بن صالح العثیمین]

رسولوں پر ایمان

رسول کون ہیں؟ رسولوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ یہ اس کے اور اس کی مخلوق کے بیچ واسطہ بن سکیں، اور یہ واسطہ اس کی شریعت اور ان کے اوپر

واجب شدہ امور کو اور اس کے علاوہ اللہ تعالی کی طرف سے ان کی جانب وحی کردہ امور کو پھونچا کر بن سکتے ہیں، سب سے پہلے رسول نوح ہیں اور ان میں سب سے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ﴾ [الاحزاب:۴۰]

ترجمہ: [لوگو!] تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں.

اور رسول انسان ہیں مخلوق ہیں، ان کو ربوبیت اور الوہیت کے خصائص حاصل نہیں ہیں، ان سے مدد چاہنا، ان سے دعا کرنا، اور ان کے نذر و نیاز مانگنا، اور ان کے لئے ذبیحہ کرنا اور اس کے علاوہ دیگر عبادتیں جائز نہیں ہیں ،ان میں سے کوئی بھی، عبادت کسی بھی رسول کے لئے کرنا جائز نہیں ہے.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا؛

﴿قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعاً وَّلاضَرّاً إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْءَ إِنْ أَنَا إِلَّانَذِيْرٌ وَ بَشِيْرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ﴾ [الاعراف :۱۸۸]

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہونچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینیوالا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہو.

رسولوں پر ایمان لانے میں چار باتیں داخل ہیں

۱] ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کی رسالت کا انکار کیا، اس نے سبھی کا انکار کیا، نصاریٰ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور ان کی اتباع نہیں کی یہ مسیح ابن مریم کو جھٹلانے والے ہیں اور ان کی اتباع کرنے والے بھی نہیں ہیں، کیونکہ

انہوں [عیسیٰ علیہ السلام] نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی

۲] ان میں سے جن کا نام ہم جانتے ہیں مثلاً محمد، ابراہیم، عیسیٰ، موسیٰ، نوح وغیرہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے، ان پر ان کے ناموں کے ساتھ ایمان لانا ،اور جن کا نام ہم نہیں جانتے ان پر اجمالی طور پر ایمان رکھنا

۳] ان کی جانب سے ان کی جو خبریں صحیح ہیں ان کی تصدیق کرنا

۴] ان میں سے جو ہماری طرف سے بھیجے گئے اس کی شریعت پر عمل کرنا، اور یہ محمد ہیں، اور یہی خاتم الانبیاء ہیں.

رسولوں پر ایمان لانے کے فوائد

۱] یہ جانکاری کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اور اس کی ان پر نگہ داشت ہے، اس طرح کہ اس نے ان کے لئے رسول بھیجے تاکہ یہ ان کو اللہ کے راستہ کی طرف لے جائیں، اور ان کے سامنے یہ وضاحت کریں کہ یہ اللہ کی عبادت کس طرح کریں

۲] اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

۳] رسولوں سے محبت کرنا، اوران کی تعظیم کرنا اوران کی مدح سرائی کرنا

آخرت کے دن پر ایمان

آخرت کے دن سے مراد قیامت کا وہ دن ہے جس دن کہ اللہ تعالیٰ حساب و کتاب اور جزا کے لئے اٹھائے گا، اور اسے آخرت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بعد کوئی اور نیا دن نہ ہوگا جنتی اپنے ٹھکانوں میں اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں چلے جائیں گے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ﴾[البقرة:۱۷۷]

ترجمہ: بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا ہو.

اور فرمایا؛

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَ مَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴾[البقرة: ۴]

ترجمہ: اور جولوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں.

یہ ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے جس نے اس کی تکذیب کی اس نے کفر کیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾[التغابن :۷]

ترجمہ: ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے.

آخرت کے روز پر ایمان لانے میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں

۱] حساب اور کتاب اور جزا پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا، ہر ایک کو اس کے عمل کے اعتبار سے بدلہ عنایت فرمائیگا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾[الغاشية: ٢٥، ٢٦]

ترجمہ: بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا.

۲[جنت اور دوزخ کے اوپر ایمان اور یہ کہ ان میں مخلوق کی ہمیشگی کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے جنت اطاعت والے مخلص سچے مومنوں کے لئے تیار کر رکھی ہے، اور جہنم اس کی نافرمانی کرنے والے کافروں اور منافقین کے لئے تیار کر رکھی ہے.

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ٹھکانہ کی وضاحت کے متعلق فرمایا؛

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ﴾[البينة: ٧، ٨]

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا بدلہ ان کی رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی

ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے.

اور کافروں اور منافقین کے ٹھکانوں کے متعلق فرمایا؛

﴿ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ﴾[آل عمران : ۱۳۱]

ترجمہ: اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے.

مزید فرمایا؛

﴿إِنَّ اللّٰـهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْراً خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدَاً لَا يَجِدُوْنَ وَلِيَّاً وَلَا نَصِيْرَاً ﴾[الاحزاب : ۶۴،۶۵]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے.

اور آخرت کے اوپر ایمان لانے میں ہر اس چیز پر ایمان لانا داخل ہے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے، مثلاً

۱] قبر کی آزمائش: اس سے ہم میت کے دفنائے جانے کے بعد اس کے سوال

کومراد لیتے ھیں کہ اس سے اس کے رب ،اس کے دین وراس کے رسول کے بارے میں پوچھا جائیگا ،مومن کا جواب ہوگا میرا رب اللہ ہے، اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور کافر کا جواب یہ ہوگا ہائے افسوس! مجھے معلوم نہیں.

۲] قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں: ایمان والے اپنی قبروں میں عیش وآرام سے رہتے ہیں، تا حد نگاہ ان کی قبریں کشادہ کردی جاتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کو اس کے جنتی ٹھکانہ کا دیدار کرادیا جاتا ہے، اور کافر ومنافقین اور ظالموں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے، ان کی قبروں کو تنگ کردیا جاتا ہے، ان کو آگ سے بھر دیا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اس کا ٹھکانہ دیکھادیا جاتا ہے، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں.

آخرت کے دن پر ایمان لانے کے فوائد

ا] اطاعت کرنے میں خواہش پیدا کرنا اور اس کے فوت ہو جانے پر ندامت زدہ ہونا

۲] نافرمانی کرنے سے گھبرانا اور اس سے ڈرنا

۳] مومن کو دنیا میں اسے جن چیزوں کی تمنا ہوتی تھی [اور وہ اسے حاصل نہ ہوسکیں، آخرت کی نعمتوں کی رغبت دلا کر اسے تسلی دلانا

۶] تقدیر کے اوپر ایمان لانا

یہ ارکان ایمان کا چھٹا رکن ہے اور اس کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں کچھ چیزوں کی تخلیق فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ متعینہ اوقات میں اور مخصوص مقامات میں ان کا وقوع ہو کر رہے گا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے اعتبار سے واقع ہوتی رہتی ہیں.

تقدیر کے اوپر ایمان لانے میں چند امور داخل ہیں [شرح اصول الایمان للشیخ محمد بن صالح العثیمین]

۱] ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ مجمل اور تفصیلی طور پر ازل سے تا ابد ہر چیز کے بارے میں جاننے والا ہے، اسے جانکاری ہے ان چیزوں کی جو واقع ہوئیں، اور اسے جانکاری ہے ان چیزوں کی جو ہونے والی ہیں اور جانکاری ہے

،وقوع پذیر نہ ہونے والی چیزوں کی کہ اگر یہ واقع ہوتیں تو ان کا انجام کیا ہوتا

۲] ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اسے لکھ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَالِکَ فِيْ كِتَابٍ إِنَّ ذَالِکَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾[الحج: ۷۰]

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے.

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے ہی مخلوقات کی تقدیروں کو لکھ دیا تھا [مختصر صحیح مسلم للمنذری تحقیق الالبانی ص ۴۸۶ ح ۱۸۴۱]

۳] ایمان لانا کہ کائنات میں واقع ہونے والی ہر چیز اس کی مشیئت کے بغیر نہیں ہوتی، خواہ ان کا تعلق خود اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہو، یا پھر ان کا تعلق بندوں کے فعل سے ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَرَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَاءُ وَ یَخۡتَارُ ﴾[القصص: ٦٨]

ترجمہ: اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے.

اور فرمایا؛

﴿ هُوَ الَّذِيۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِيۡ الۡأَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَاءُ﴾[آل عمران:٦]

ترجمہ: وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے.

٤] ایمان لانا کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں کائنات میں ہر ایک ذرہ کا خالق اور اس کی حرکات وسکنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس کے سوا کوئی رب اور خالق نہیں ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ اَللّٰـــهُ خَــالِقُ کُـلِّ شَـیۡءٍ وَ هُـوَ عَـلَـی کُـلِّ شَـیۡءٍ وَّ کِـیۡـلُ

﴾[الزمر: ۶۲]

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾[الصافات:۹۶]

ترجمہ: حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے

تقدیر کے اوپر ایمان لانے کے فوائد

۱] کسی سبب کے اختیار کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے اوپر اعتماد کرنا کہ بندہ خود سبب کے اوپر ایمان نہ رکھے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اوپر اعتماد رکھے، کیونکہ ہر ایک شئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہے

۲] بندہ اپنی تمناؤں و آرزؤں کی تکمیل پر تعجب نہ کرے، کیونکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کو ملنے والی نعمت کے ماتحت ہے جو اس نے بھلائی اور کامیابی کے اسباب مقدر کر رکھے ہیں

۳] اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کے نتیجہ میں ہونے والے امور پر نفسانی اطمینان و

سکون جتلائے، کسی پسندیدہ چیز کے حاصل نہ ہونے پر، یا کسی ناپسندیدہ چیز کے حصول پر پریشان نہ ہو، کیونکہ ہر ایک چیز اللہ کی تقدیر کے نتیجہ میں ہوتی ہے.

عقیدہ کی اہمیت

عقیدہ کا اہتمام

گزشتہ بیانات کی روشنی میں واضح ہوا کہ اسلام کا دارومدار جس بنیادی رکن پر ہے، وہ عقیدہ ہے، کیونکہ اس کے نہ پائے جانے پر لوگ شرک کی تاریکیوں اور خواہشات کی دنیا میں بھٹکتے پھرتے ہیں، لہٰذا انسان کی زندگی کے لئے یہ بنیادی سبب ہے، کیونکہ اس کے بغیر لوگ چوپایے کے مانند ہیں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اس نعمت سے محروم ہے.

﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ [الفرقان: ۴۴]

ترجمہ: کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو

نرے چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے .

اور جب کھانے پینے کی ضرورت سے کہیں زیادہ ضرورت انسانوں کو عقیدہ کی ہے تو ان کے لئے ضروری قرار پاتا ہے کہ وہ اسے اہمیت دیں.

اسلامی عقیدہ کے مقاصد

۱] اخلاص نیت سے محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، کیونکہ وہی خالق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، لہٰذا واجب ٹھہرا کہ صرف اسی کا رخ کیا جائے اور اسی کی عبادت کی جائے.

۲] اس عقیدہ سے دل کے خالی ہونے کے نتیجہ میں تولد ہونے والے انتشار اور عدم ضبط سے عقل وفکر کا آزاد ہونا، کیونکہ جس کے اندر یہ عقیدہ نہ پایا گیا اس کے اندر یا تو کسی قسم کا عقیدہ نہیں، یا پھر محض مادہ پرست ہے، یا پھر عقائد وخرافات کی گمراہیوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے.

۳] قلبی و ذہنی اطمینان وسکون : دل میں کوئی بے چینی اور ذہن میں کوئی اضطراب نہیں، کیونکہ یہ عقیدہ مومن کو اس کے خالق سے جوڑتا ہے.

۴] اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نیت وعمل کا انحراف سے محفوظ ہونا ، کیونکہ رسولوں نے اس عقیدہ کی وضاحت کردی، اور رسولوں کی اتباع دین کا ایک رکن ہے لہٰذا جو رسولوں کی اتباع کرنے میں بھٹک گیا وہ اس عقیدہ سے منحرف ہوگیا.

۵] معاملات میں پختگی کا ہونا کہ بندہ کو کسی بھی نیک عمل کا جب بھی کوئی موقع ہاتھ آتا ہے وہ اس کی جانب سبقت کررہا ہوتا ہے اور ہر قسم کی برائی کے مواقع سے دور رہتا ہے.

۶] مضبوط امت کو وجود میں لانا جو اپنے دین کی ثبات قدمی میں ہر قسم کی قربانی پیش کرے اور اللہ کے راستہ میں حاصل ہونے والی تکلیفوں کی پرواہ نہ کرے.

۷] افراد و جماعتوں کی اصلاح کرکے اور ثواب و بھلائیاں حاصل کرکے دنیا وآخرت کی سعادت سے بہرہ مند ہونا.

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور سبھی مسلمانوں کو ن سب کی

توفیق دے. [آمین]

ولاء اور براء

مسلمان کے عقیدہ میں ولاء اور براء کی اہمیت

یہ اسلامی عقیدہ کا ایک اصول ہے، اس کا اپنانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عقیدہ کے حاملین سے دوستی رکھے، اس کے مخالفین سے عدوات رکھے ،موحدین اور مخلصین سے محبت کرے، اوران سے دوستی رکھے، مشرکین سے بغض رکھے، اوران سے عدوات کرے، یہی ملت ابراہیمی ہے اوران کا دین ہے جو آپ کے ساتھی ہیں اور جن کی اقتدا کا اس نے ہمیں حکم دیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [الممتحنة: ۴]

ترجمہ: [مسلمانو] تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہوان سب سے بالکل بیزار ہیں ہم تمہارے [عقائد کے] منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ.

اور جو مومن رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لائے ان کے بارے میں فرمایا؛

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [المائدة: ۵۱]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دسوت نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست

نہیں دکھاتا.

ولاءاور براءدین کا ایک عظیم اصول ہے،اورانتہائی افسوس تو یہ ہے کہ بہت سارے لوگ اسے جانتے تک نہیں، اس دین کی جانب منسوب بہت سارے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے آپ سنیں گے کہ وہ وحدت ادیان کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں، بلکہ ان کا خیال تو یہ ہے کہ یہود ہمارے بھائی ہیں، جب کہ یہ ساری باتیں اسلام سے مرتد کر دیتی ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ﴾[آل عمران:۱۹]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے.

اللہ تعالیٰ نے مومن کے حق میں کافروں کی دوستی کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے اگر چہ یہ کافران کے انتہائی قریبی ہی کیوں نہ ہوں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا آبَاءَ كُمْ وَ إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوْا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ [التوبة:۲۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار ظالم ہے.

جس طرح اسلامی عقیدہ سے عداوت رکھنے والے کافروں سے دوستی رکھنے کو حرام قرار دیا، تو مومنوں کے ساتھ دوستی رکھنے کو واجب ٹھہرایا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ﴾ [المائدة:۵۵،۵٦]

ترجمہ: [مسلمانو!] تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان

والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع [خشوع وخضوع] کرنے والے ہیں.

کافروں سے دوستی رکھنے کی چند شکلیں اور صورتیں

۱] لباس اور بات چیت وغیرہ میں ان کی مشابہت اختیار کرنا، لہٰذا ان سبھی چیزوں میں ان کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے جن کا تعلق ان کی خصوصیات ،ان کی عادتوں اور ان کی عبادتوں سے ہے مثلاً داڑھی منڈوانا، مونچھ دراز کرنا، پہننے اور کھانے پینے میں ان کے طور طریقے اپنانا اور بغیر کسی ضرورت کے ان کی زبان میں گفتگو کرنا.

۲] ان کے ملکوں میں رہائش پذیر ہونا اور دینی امور پر عمل نہ کرنے کی غرض سے مسلم ممالک کی جانب منتقل نہ ہونا.

۳] سیر وتفریح اور راحت نفس کی خاطر ان کے ملکوں کو سفر کرنا

۴] مسلمانوں کے خلاف ان کی نصرت واعانت کرنا.

۵] ان سے مدد چاہنا، ان پر اعتماد کرنا اور ان کے وہ عہدے سونپنا جن کا تعلق

مسلمانوں کے راز سے ہے، اور ان کو اپنا مشیر اور راز دار بنانا.

۶]ان کی تاریخوں کو اپنانا خاص طور پر ان کی ان تاریخوں کو اختیار کرنا جن کا تعلق ان کی خوشی کے مواقع وران کے تہواروں سے ہے جیسے سن عیسوی کا اپنانا.

۷]ان کے تہواروں میں شریک ہونا، یا ان کے انعقاد میں ان کی مدد کرنا، یا اس مناسبت سے ان کو مبارکبادی پیش کرنا، یا بنفس نفیس ان میں حاضر ہونا.

۸]ان کے ناموں پر نام رکھنا اور مسلمانوں کے ناموں سے اعراض کرنا.

۹]ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا، ان پر رحم وکرم کرنا، کیونکہ اس سے ان کی محبت اور ان کے عقائد کی درستگی لازم آتی ہے. [محاضرات فی العقیدة للشیخ صالح الفوزان ۱/ ۲۳۱]

شرک اوراس کی قسمیں

شرک کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی ساجھی دار ٹھہراو جب کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے.

شرک کی دو قسمیں ہیں شرک اکبر اور شرک اصغر

شرک اکبر: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت یا اس کی الوہیت یا اس کے اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے [معارج القبول ۲/۸۳ ۴اللجنة الدائمة ۱/۱۶ ۵]

اورشرک اکبر کی دوسری تعریف یہ کی گئی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ساجھی دار بنائے ، اس کو ایسے ہی پکارے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، یا اس سے خوف کھائے ، یا اس سے امید لگائے ، یا اس سے اللہ سے محبت کرنے کی طرح محبت کرے ، یا کسی بھی قسم کی عبادت اس کے لئے انجام دے.[القول السدید فی شرح کتاب التوحید لابن سعدی ص ۲۴]

ہمارے قول [کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں اس کا کوئی ساجھی دار بنائے] سے مراد یہ ہے کہ اس ساجھی دار کے متعلق خلقت ورزق، زندگی اور موت عطا کرنے اور ربوبیت کی سبھی صفات کا اعتقاد رکھا جائے، یا اس کی الوہیت میں اس کا ساجھی ٹھہرایا جائے مثلاً اللہ کو چھوڑ کر تم اس کی عبادت کی جائے، اس غیر اللہ کے لئے رکوع وسجدے اور ذبح ونذرا اور دعا کی جائے، یا اللہ تعالی کے اسماء وصفات میں ساجھی دار ٹھہرایا جائے مثلاً یہ کہ اللات الٰہ سے مشتق ہے، عزیٰ عزیز سے مشتق ہے، یہ بات اسماء سے متعلق ہے، اور جہاں تک صفات کی بات ہے تو یہ ہے کہ ان میں مخلوق کو خالق کے مشابہ ٹھہرایا جائے.

شرک اکبر کا انجام

اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے شرک اکبر کو نہیں بخشے گا اور اگر شرک ہی کی حالت میں مشرک کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہے گا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيماً﴾[النساء:۴۸]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہےاور جواللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا.

اورلوگوں کے اس شرک میں مبتلا ہونے کی وجہ ان کا دین کی بنیادی تعلیمات سیکھنے سے اعراض کرنا،توحید کے بارے میں ان کا غفلت برتنا، اس کی حقیقت سے نا آشنا رہنا اور اسلام کو باطل کرنے والے،اسے بگاڑنے والے امورکوسیکھنے سےاعراض کرنا، کہ کب یہ بندہ کےاوپر داخل ہوتے ہیں تواسے بگاڑ دیتے ہیں اوراس کےعمل کوفاسد کردیتے ہیں.

شرک اکبر کی قسمیں

۱] شرک عبادت: کسی بھی طرح کی عبادت غیر اللہ کے لئے انجام دی جائے مثلاً دعا نذر روزہ ذبیحہ اور دیگر وہ عبادتیں جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں.

۲] شرک محبت: اللہ تعالیٰ کے کچھ ساجھی دار بنائے اور ان سے اللہ جیسی ہی محبت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَاداً يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے. [البقرۃ:۱۶۵]

۳] خواہشات کا شرک: آدمی اللہ کی اطاعت پر اپنی خواہش کو ترجیح دے، اگر اس خواہش کا تعلق شرک و کفر سے ہے تو یہ شرک و کفر او ملت اسلام سے خارج کر دینے والا شرک ہے، اور اگر اس خواہش کا تعلق نافرمانیوں سے ہے تو یہ ایک طرح کا شرک ہے، کیونکہ اس نے اپنی خواہش کو اللہ کے ساتھ

ملایا، اس سے تو انسان ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اور حال تو یہ ہے کہ سبھی قسم کی نافرمانیاں خواہشات کے راستہ ہی سے آتی ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴾[الفرقان: ۴۳]

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟

انسان خواہشات کی اتباع کرنے سے اللہ کی نافرمانی مثلاً بدعت وشرک میں مبتلا ہو جاتا ہے، خواہش پرست معروف و منکر کچھ نہیں سمجھتا وہ تو محض خواہشات کا جام پیئے ہوتا ہے.

۴] شرک طاعت: انسان کا اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا.

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اسے بھی شرک قرار دیا ہے؛

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاذَنْ بِهِ اللّٰهُ ﴾[الشوریٰ: ۲۱]

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے ایسے [اللہ کے] شریک [مقرر کر رکھے] ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں.

اور فرمایا؛

﴿إِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهاً وَاحِداً لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کی سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے، ان کے شریک مقرر کرنے سے. [التوبۃ: ۳۱]

اس آیت کی تفسیر کے متعلق یہ بات وارد ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے تھے تو اللہ کے رسول نے فرمایا: کیا وہ تمہارے لئے کچھ حرام چیزوں کو حلال نہیں ٹھہراتے تھے اور تم ان کو حلال سمجھتے تھے، اور کچھ حلال چیزوں کو وہ تمہارے لئے حرام ٹھہرایا کرتے تھے اور تم انہیں حرام سمجھتے تھے، انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں آپ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت ہوئی[اخرجه الترمذی فی تفسير القرآن ٢٤٨/٨ والبيهقی ١١٦/١٠ و حسنه شيخ الاسلام فی كتاب الايمان ص ٦٤]

شرک اصغر اور اس کی قسمیں

شرک اصغر ان کو کہا جاتا ہے جن کو شرعی نصوص نے شرک اصغر کا نام دیا ہے اور وہ شرک اکبر کے درجہ کو نہ پہو نچے ہوئے ہوں.

شرک اصغر کی قسمیں

غیر اللہ کی قسم کھانا، معمولی ریا کاری، آدمی کا کہنا کہ جو اللہ اور آپ چاہیں، اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے ، غیر اللہ کے لئے علم کی تلاش محض نوکری ، اور سند کے

حصول کے لئے علم حاصل کرنا ،یا شہرت وریا کاری کے لئے علم طلب کرنا اوراس قسم کی وہ چیزیں جواخلاص کے منافی ہیں.

شرک اصغر کاانجام

شرک اصغر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے نہیں جائیگا مگر یہ وعید کا مستحق ہےاوراس کا مرتکب کاانجام خطرناک ہے،لہٰذااس تعلق سے غفلت نہ برتی جائے، ہم عوام اوران جیسوں کی بات کیا کریں جب کہ علم کا دعویٰ کرنے والے بہت سارے مدعی اس بیماری میں مبتلا ہیں، بسا وقات تواس کا مرتکب شرک اکبر کے درجہ کو پہونچ جاتا ہےلہٰذااس سے بچنا ضروری ہے.

شرک اصغر دوطرح کا ہوتا ہے.

شرک ظاہر ۲] شرک خفی

ا] ظاہری شرک: اب یہ بھی دوطرح کا ہوتا ہے

ا] افعال میں شرک ۲] اقوال میں شرک

افعال میں شرک جیسے دھاگہ اور کڑا وغیرہ پہننا، نظر بد سے بچنے، یا جنات

سے محفوظ رہنے، یا بیماری اور مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے لئے تعویذ و گنڈے اور لکیروں پر مشتمل چیزیں پہننا، یہ شرک اصغر ہے، ہاں مگر اس کے لئے شرط ہے اگر یہ عقیدہ رکھے کہ یہ چیزیں بذاتِ خود نفع ونقصان پہونچاتی ہیں تو یہ شرک اکبر ہوگا اور اگر یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تو محض واسطہ ہیں تو اس نے ایک ایسی چیز کو سبب ٹھہرایا جو سبب نہیں اور یہ شرک اصغر مانا جائیگا.

اقوال میں شرک : جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا مثلاً اپنے والدین، یا اپنے دادا، یا کعبہ، یا اپنی زندگی، یا کسی اور شخص کی زندگی کی قسم کھائے، یا نبی کی قسم کھائے، ایسے ہی کچھ لوگوں کا کہنا کہ یہ فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی، ایسے ہی کہنا کہ جو اللہ اور آپ چاہیں، یا کہنا کہ اگر گھر کے اندر بطخ نہ ہوتے تو ہمارے یہاں چور گھس آتے اور اس قسم کی باتیں کہنا.

۲] پوشیدہ شرک

اس سے مراد نیت اور ارادہ کا شرک ہے، شرک کی یہ قسم سب سے زیادہ واقع ہوا کرتی ہے، جاہل تو درکنار عالم کا اس سے بچ پانا انتہائی مشکل ہے، ہاں مگر

یہ کہ اللہ جس کے اوپر رحم فرمائے اور یہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے.

شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق

شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا

شرک اکبر سے سبھی اعمال برباد ہو جاتے ہیں

شرک اکبر کے مرتکب کا خون و مال حلال ہے

اللہ تعالیٰ شرک اکبر کے مرتکب کو جبھی بخشے گا جب اس نے موت سے پہلے توبہ کی ہو

شرک اصغر کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا

شرک اصغر سے سبھی اعمال برباد نہیں ہوتے ہیں

شرک اصغر کے مرتکب کا خون و مال حلال نہیں ہے

شرک اصغر کے مرتکب کا معاملہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے، اگر اللہ چاہے تو معاف فرمادے، اور اگر چاہے تو عذاب میں مبتلا کرے.

قبروں کی زیارت [انظر معارج القبول ۱/ ۴۱۷، ۴۲۳]

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی ملاقات کی رغبت دلانے کے لئے، اور دنیا میں پیش آنے والے امور سے تسلی، اور عبرت حاصل کرنے کے لئے قبروں کی زیارت کو ان کے لئے مشروع قرار دیا ہے، مگر جب ان کے حق میں قبروں کی زیارت کو مشروع کیا تو ان کے لئے یہ بھی واضح کیا کہ کچھ زیارتیں مشروع نہیں ہیں، پھر مشروع زیارت کونسی ہے اور غیر مشروع زیارت کون سی ہے؟

یہ جاننا موزوں ہے کہ قبروں کی زیارت تین طرح کی ہوتی ہے

شرعی زیارت ۲] بدعی زیارت ۳] شرکیہ زیارت

شرعی زیارت کی دلیل بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جسے انہوں نے نبی سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا تو تم ان کی زیارت کرو، کیونکہ یہ تم کو آخرت کی یاد دلائے گی. [مسلم ۹۷۷ الترمذی ۱۰۵۴ النسائی ۲۰۳۴]

شرعی زیارت کے کچھ آداب ہیں

ا] زیارت کرنے والے کا اس زیارت کا مقصد آخرت کو یاد کرنا ہوتا کہ وہ قبروں سے نصیحت حاصل کرسکے

۲] زیارت کا مقصد اپنے حق میں اور مسلم مردوں کے حق میں دعا کرنا ہو

۳] زیارت کے لئے خصوصی سفر نہ کیا جائے، کیونکہ آپ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس سے منع فرمایا ہے، کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کجاوے صرف تین مسجدوں کے لئے باندھے جاسکتے ہیں [تین مسجدوں کے لئے ہی سفر کیا جاسکتا ہے] مسجد حرام، میری یہ مسجد [مسجد نبوی] اور مسجد اقصیٰ [مختصر صحیح البخاری للالبانی ص۲۸۰ ح ۶۱۳]

۲] بدعی زیارت

اس سے مراد وہ زیارت ہے کہ زیارت کرنے والا جو زیارت نبی کی سنت کیخلاف کرے، قبر والوں کے پاس دعا کرنے کی نیت سے، اوران کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی غرض سے جائے، یاان کی قبروں کے پاس اعتکاف

کرنے کی غرض سے جائے، یا ان میں سے کچھ قبر والوں کے جاہ ومنزلت سے اللہ تعالیٰ کا وسیلہ پکڑنے کی غرض سے جائے اور کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فلاں کے جاہ ومنزلت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جس کا واسطہ دے کر کہہ رہا ہے وہ مردہ ہو، یا موجود نہ ہو، یا موجود ہو، اور اس کا گمان یہ ہو کہ اللہ کے یہاں اس کا کوئی مقام ومرتبہ ہے، اب یہ شخص اگر چہ یہ سمجھتا ہو کہ اس نے تو اللہ کو ہی پکارا اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کی، تو اس نے غیر مشروع طریقہ پر اللہ کی عبادت کی، ر دین کے اندر موجود چیز کے علاوہ کوئی اور چیز ایجاد کی، اس نے اپنے دعا میں تجاوز کیا اور اس نے اللہ سے اس حکم کے خلاف دعا کی جیسا اس نے اس کو دعا کرنے کا حکم دیا تھا.

۳] شرکیہ زیارت: یہ ہے کہ زیارت کرنے والے قبر میں مدفون شخص کی زیارت کی نیت سے جائے، اور نفع حاصل کرنے، یا نقصان سے بچنے کے لئے اللہ کو چھوڑ کر اسی کو پکارے جیسے مریض کی شفایابی غیر موجود کی واپسی، اس کے علاوہ دیگر ضروریات کی تکمیل، تو یہ اللہ کے ساتھ شرک اکبر ہوگا اور

بغیر اس سے توبہ کئے ہوئے اللہ اسے نہیں بخشے گا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَايَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِّنَ الظَّالِمِيْنُ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلاَ كَاشِفَ لَهُ إِلَّاهُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾

[یونس:۱۰۶،۱۰۷]

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہونچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهُ إِلَى

يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ﴾[الاحقاف : ۵]

ترجمہ: اوراس سے بڑھ کر گمراہ اورکون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں.

نفاق اوراس کی قسمیں

اہل عرب کے یہاں بھلائی ظاہر کرنے اور برائی کے چھپانے یعنی ایمان کے ظاہر کرنے اور کفر کے چھپانے کو نفاق کہا جاتا ہے، اور سورہ توبہ یا سورہ فاضحہ میں منافقین کی عادتوں کا تذکرہ ہوا ہے اور مومنوں کو ان کے شر سے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی پوشیدہ خباثت وعداوت سے آگاہ کیا ہے.

نفاق کی قسمیں

نفاق کی دو قسمیں ہیں

ا] نفاق اکبر اور نفاق اصغر

ا] نفاق اکبر سے مراد نفاق اعتقادی ہے اوراس کی چھ قسمیں ہیں

۱] رسول کی تکذیب

۲] رسول کی لائی ہوئی شریعت کی تکذیب

۳] رسول سے بغض ونفرت کرنا

۴] رسول کی لائی ہوئی شریعت کے کچھ حصوں کو ناپسند کرنا

۵] دین رسول کی تنزلی سے خوشی کا اظہار کرنا

٦] دین رسول کے غالب ہونے پر کراہت ونا گواری محسوس کرنا

۲] نفاق اصغر سے مراد نفاق عملی ہے

یہ ایک بھیانک جرم اور گناہِ کبیرہ ہے مگر اس کے ارتکاب سے انسان ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے.

نفاق اصغر کی قسمیں

جھوٹ بے وفائی خیانت وعدہ خلافی فسق وفجور اور لڑائی جھگڑے .

اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اور

جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب جھگڑے تو فسق و فجور سے کام لے اور جب عہد کرے تو بے وفائی کرے. [البخاری [۵/ ۲۸۹] مسلم [۸/ ۷۸]

بغیر کسی عذر شرعی کے عشاء اور فجر کی نماز میں جماعت سے پیچھے رہ جانے کا تعلق بھی اسی سے ہے.

اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر ان کو ان کی فضیلتوں کا پتہ چل جائے تو یہ لوگ اس میں ضرور حاضر ہوں، اگر چہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر حاضر ہونا پڑے.

جادواورشعبدہ بازی وغیرہ [انظر کتاب المؤلف بلاد الحرمین الشریفین والموقف الصارم من السحر والسحرة]

ا] جادو کی حقیقت

جادو کا واقع ہونا اور اس کا پایا جانا یقینی ہے، اگر اس کا وجود ہوتا ہی نہیں تو پھر شریعت میں اس کی ممانعت، جادوگر کے اوپر وعید، جادو میں ملوث لوگوں کو دنیاوی اور اخروی عذاب اور حکماً اور اطلاعاً اس سے منع نہ کیا گیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ یہ جادو فرعون کے زمانہ میں موجود تھا، اور یہ کہ اس نے نبی موسیٰ کے معجزات کو اس کے ذریعہ چیلنج دینا چاہا.

۲] کیا جادو کی کوئی تاثیر ہے؟

جی ہاں! جادو کی تاثیر ہے کچھ جادو سے انسان مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، کچھ قاتل بھی ہوتے ہیں، کچھ تو عقل میں گھس جاتے ہیں، کچھ تو نگاہوں سے دکھائی پڑتے ہیں، کچھ زوجین [میاں بیوی] کے بیچ جدائی پیدا کر دیتے ہیں، ہاں مگر یہ جادو بات خود اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ ان میں اثر پذیری

اللہ کے قضا وقدر اور اس کی خلقت وتکوین کے نتیجہ میں ہوتی ہے، کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ خیر وشر کا خالق ہے، اور جادو کا تعلق شر سے ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نی' رمایا؛

﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهُ ﴾[البقرة: ١٠٢]

ترجمہ: دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے.

٣] انسانی زندگی اور سماج پر جادو کے اثرات

جہاں تک انسان کے اوپر اس کے اثرات کی بات ہے تو یہ اس کی دنیاوی اور اخروی زندگی میں اثر انداز ہوتا ہے، بایں طور کہ یہ جادو اطاعت ترک کرنے اور رب العالمین کی نافرمانی کرنے کا سبب بنتا ہے، اس کی وجہ سے انسان اپنی شفایابی کے مناسب تجاویز کی خاطر جدوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جاتا ہے پھر وہ شرک میں واقع ہوجاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی کاہن یا کسی گمشدہ چیز کے بارے میں بتلانے والے کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل کی گئی شریعت کا انکار کیا

[رواہ ابن ماجۃ ۳/ ۱۹۷ وصحہ الالبانی ۱/ ۱۰۵ حدیث نمبر: ۵۲۳

جہاں تک دنیاوی اثرات کی بات ہے، تو یہ ہے کہ انسان مریض ہو جاتا ہے، یا اس کے حق میں یہ جادو جان لیوا بن جاتا ہے، یا اسے اس کا معاملہ حیرت میں ڈال دیتا ہے، پھر وہ اپنی دنیا میں حیران و پریشان ہو کر رہ جاتا ہے، اس کا کوئی خاص مقصد حیات نہیں ہوتا، بلکہ اس کی پوری زندگی غم والم اور رنج وغم میں ڈوب کر رہ جاتی ہے.

جہاں تک اس کے سماج پر اثر انداز ہونے کی بات ہے تو یہ ظاہر اور عیاں ہے ، ہر ایک شخص سماج کی ایک اینٹ ہے، اور جب ہم یہ دیکھنے لگ جائیں کہ امت کے افراد اس مرض میں مبتلا ہیں تو پھر امت کی رفعت اروا س کی اصلاح کیسے ہوسکتی ہے؟

یقیناً جادو کی تاثیر سماج پر واضح ہے، اس سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں اور بغض وحسد اور کینہ کپٹ پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر جب اسے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں نے اس کے اوپر جادو کیا ہے تو ہر ممکنہ

طریقہ سے اس سے انتقام لینا چاہتا ہے، اس طرح معاشرہ میں خلل اپنی جگہ بنا لیتا ہے، سرکشی اور قتل منتشر ہونے لگتا ہے اور وہ اسلامی اخلاق جو معاشرہ پر امن وسکون کے ساتھ لہلہا رہے تھے وہ اخلاق ضائع ہو جاتے ہیں اور اس کی جگہ خوف وگھبراہٹ اور جرائم کی چاہت اپنا لیتی ہے.

۴] جادو اور جادوگروں کا حکم

جہاں تک جادو کے حکم کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سیکھنے والے پر اپنی کتاب میں کفر کا فیصلہ دیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛

﴿ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾

ترجمہ: وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر. [البقرة:١٠٢]

لہٰذا جادو سیکھنا حرام ہے، چاہے اس پر عمل کرنے کی نیت سے سیکھے، یا اس سے بچنے کی خاطر سیکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کرنے والی

چزوں میں سے اسے ایک قرار دیا ہے فرمایا: کہ سات ہلاکت میں ڈالنے والی چزوں سے بچو[[البخاری[۳/ ۱۹۷][۷/ ۲۹][۸/ ۳۳]اور جادو کوانہیں میں سے ایک بیان کیا.

جہاں تک جادو گر کے حکم کی بات ہے تو جمہور اہل علم کا تفاق ہے کہ جادو کا حکم اسلامی شریعت میں قتل ہے، یہی صحابہ سے مروی ہے، جندب سے موقوفاً مروی ہے کہ جادوگر کی سزا اس کو تلوار سے قتل کرنا ہے. [رواہ الترمذی ۵/ ۱۵۶]

بجالۃ بن عبدہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کولکھا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کرڈالو، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے تین جادو گروں کو قتل کیا [عبد الرزاق [۱۰/ ۱۷۹]احمد ۱/ ۱۹۰]حفصہ رضی اللہ عنہا سے وایت ہے کہ انہوں نے اپنی اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ان کو جادو کیا تھا. [البخاری فی التاریخ الکبیر ۲/ ۲۲۲]

۵] آپ اپنے آپ کو جادو سے کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

مندرجہ ذیل امور کو اپنانے سے اپنے آپ کو جادو سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے[کتاب بلاد الحرمین الشریفین والموقف الصارم من السحر والسحرۃ]

ا] خالص اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانا: غیر اللہ میں دل بالکل نہ لگایا جائے، ہر طرح کے شرک سے اجتناب کیا جائے، ان امور کو اپنانے سے جادوگروں سے بچا جا سکتا ہے.

۲] اخلاص: اخلاص کو مکمل طور پر اپنانا ہی شیطان سے بچنے کا راستہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شیطان کی زبانی کہلوایا؛

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ إِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾[الحجر : ۳۹،۴۰]

ترجمہ: [شیطان نے] کہا کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے

ہیں.

۳] جماعت سے جڑے رہنا: آپ نے فرمایا: جو شخص جنت میں کشادہ مکان چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے، شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور جب دو لوگ ہوتے ہیں تو ان سے دور بھاگتا ہے [رواہ الترمذی وقال حسن صحیح غریب من ہذا الوجہ [۴/ ۴۶۵]

۴] پنجوقتہ نمازوں کی با جماعت پابندی برتنا: خاص طور پر فجر کی نماز پر مدامت برتنا، کیونکہ نماز با جماعت میں سستی کرنے سے شیطان ابن آدم کو آسانی سے گمراہ کرسکتا ہے.

۵] کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا: شیطان سے محفوظ رہنے کا یہ اہم طریقہ ہے، علمی اور عملی طور پر کتاب وسنت کو لازم پکڑے رہنے سے انسان جادوگرون اور کاہنوں کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، ابن الجوزی نے اعمش سے روایت کیا ہے کہ ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے جن سے گفتگو کی تھی، اس نے کہا: جنوں نے کہا کہ سنت پر عمل کرنے والے ہمارے لئے

انتہائی سخت ہیں، اور جہاں تک خواہش پرستوں کی بات ہے تو ہم تو ان سے کھیلتے رہتے ہیں [تلبیس ابلیس ص ۳۹]

۶] اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ [فصلت : ۱۸]

ترجمہ: اور [ہاں] ایمانداراور پارساؤں کو ہم نے [بال بال] بچالیا.

۷] خالص سچی توبہ اور گناہوں سے مکمل طور پر کنارہ کشی

۸] صدقات و خیرات کرنا، بھلائی کرنا اور لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کرنا: جن وسائل اور طریقوں کو اپنانے سے مصیبتوں سے بچا جا سکتا ہے انہیں میں سے فقیروں اور محتاجین کے اوپر صدقات و خیرات کرنا ہے، یقیناً صدقہ کرنے میں بہت ساری مصیبتوں سے بچا جا سکتا ہے، یا ان میں کمی آسکتی ہے.

۹] <u>شرعی جھاڑ پھونک اور اس کے لئے درج ذیل شرطیں ہیں</u>

۱] جھاڑ پھونک اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کی اسماء وصفات کے ذریعہ ہو

۲] جھاڑ پھونک عربی زبان، یا کسی ایسی زبان میں کیا جائے جس کا معنیٰ ومفہوم معروف ہو

۳] عقیدہ رکھا جائے کہ جھاڑ پھونک بذات خود اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ ان میں تاثیر ڈالنے والا اللہ تعالیٰ ہے.

شہادتین [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ]

علم توحید

وہ علم ہے جس کے ذریعہ درج ذیل امور کو حاصل کیا جاتا ہے.

یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جلال وکمال کیا ہیں، اس کے لئے کون سے اوصاف اس کے شایان شان ہیں، کون سے افعال اس کے لئے جائز ہیں، واجب ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے اوامر کی بجا آوری اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے اس کا حق ادا کیا جائے ، رسولوں اور نبیوں کے حق میں کون سا عقیدہ رکھنا واجب ہے، رکیا مستحیل ہے، اور ان کے کون سے جائز حقوق ہیں، ایسے ہی نازل شدہ کتابوں پر ، پاکیزہ فرشتوں پر، قیامت کے دن پر جزا اور قضاء وقدر پر ایمان کا تعلق علم توحید سے ہے، اور علم توحید کا مقصد عقیدہ کی اصلاح اور بلاؤں سے نجات اور دونوں جہان میں سعادت سے بہرہ مند ہونا ہے.

اسلام کا لغوی مفہوم اطاعت وانقیاد ہے

اسلام کا شرعی مفہوم ظاہری اعمال ہیں اور اس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے توحید کو اپنانا اور اطاعت کر کے اس کے لئے جھکنا اور شرک سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْناً مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ ﴾[النساء : ۱۲۵]

ترجمہ: باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کردے.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقىٰ ﴾[لقمان : ۲۲]

ترجمہ: اور جو [شخص] اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا.

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴾[الحج : ٣٤]

ترجمہ: سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہوجاؤ عاجزی کرنے والوں کوخوشخبری سنادیجئے.

اور جب اسلام کا لفظ مطلق طور پر بولا جائے تو یہ پورے دین پر مشتمل ہوتا ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ﴾[آل عمران : ١٩]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے.

یہ پانچوں ارکان پر مشتمل ہے، اس کی دلیل یہ طویل حدیث جبریل ہے کہ جب جبریل لوگوں کوان کا دین سکھانے کے لئے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دو،

نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اگر استطاعت ہے تو خانہ کعبہ کا حج کرو[[البخاری[۱/۲۰] مسلم[۱/۳۰]

اللہ کا حق بندوں کے اوپر کیا ہے؟

اللہ کا حق بندوں کے اوپر یہ ہی کہ یہ بندے خالص اسی کی عبادت کریں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت کیخاطر پیدا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْن﴾[الذاریت:۵٦]

ترجمہ: میں نے جنات اورر انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں کے اوپر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کریں [[البخاری [۴/۸۴] مسلم [۱/۵۸]

عبادت کی تعریف

ان سبھی اقوال وافعال کے مجموعہ کا نام عبادت ہے جنھیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے جیسے دعا، نماز، خشوع، نذر و نیاز، خوف، امید وغیرہ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ قُلْ إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے [الانعام: ۱۶۲]

عبادت کی بہت ساری قسمیں ہیں دعا، خوف، امید، توکل، رغبت، رہبت، ذبیحہ، نذر و نیاز، طواف، قسم خشیت، خضوع، استعانت، استغاثہ اور اس کے علاوہ مشروع عبادتیں ہیں.

قرآن کی اکثر و بیشتر سورتیں بلکہ سبھی سورتیں اس چیز کو ثابت کرتی ہیں اور

اسی بات کی دعوت دیتی ہیں، پورا قرآن توحید، اس کے حقوق اور اس کی جزاء کے متعلق ہے اور شرک ومشرکین اور اس کی جزا کے متعلق ہے.

سبھی رسول اسی حق کی وضاحت اور اسی کی دعوت دینے کے لئے مبعوث کئے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾[النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو جس نے مکمل طور پر توحید کو اپنایا اسے دنیاوی رہنمائی مکمل طو پر حاصل ہوئی اور اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹایا گیا اور آخرت میں تو ابدی عذاب سے چھٹکارا ہی ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُوْلٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَ هُمْ مُهْتَدُوْنَ﴾[الانعام:٨٢]

اور آپ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ اس کو عذاب نہیں دے گا جو اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتا. [تخریج ہو چکی ہے]

توحید کی قسمیں

توحید کی دو قسمیں ہیں

علم واعتقاد کی توحید اور اسے توحید علمی کہا جاتا ہے اس کا تعلق خبروں اور اللہ کی معرفت سے ہے اور سورہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ [الاخلاص:۱] کی دلالت اسی پر ہے، اور اس توحید میں توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات داخل ہیں.

قصد وارادہ کی توحید: اسے توحید قصدی اور ارادی کہا جاتا ہے، اس کا تعلق قصد وارادہ سے ہوتا ہے اور سورہ ﴿قُلْ يٰا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ [الکافرون :۱] کی دلالت اسی کے اوپر ہے.

توحید کی اس قسم میں توحید ربوبیت اور توحید الوہیت داخل ہیں.

گویا توحید کی کل تین قسمیں ہیں توحید ربوبیت، توحید الوہیت، توحید اسماء و

صفات.

<u>توحید ربوبیت</u>: اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں تنہا جاننا مثلاً پیدا کرنا، اور روزی دینا، تدبیر کرنا زندہ، مردہ کرنا اور قیامت کے روز زندہ کیا جانا، اور اٹھایا جانا، اللہ تعالیٰ خالق ورازق جلانے والا اور مارنے والا ہے، وہی امور کی تدبیر کرتا ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، مشرکین نے اس کا اعتراف کیا ہے، مگران کا یہ اقراراان کے حق میں کارآمد ثابت نہ ہوااور نہ ہی وہ اس کے ذریعہ سے اسلام میں داخل مانے گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾[الزمر :۳۸]

ترجمہ: اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے.

توحید کی اس قسم کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے؛

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾[الفاتحہ:۱]

ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے.

اللہ تعالیٰ کے وجود کا اعتراف اور یہ اقرار کہ وہی خالق ورازق اور کائنات کا نظام چلانے والا ہے، یہی صرف بندہ کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، بہت سارے مشرکین توحید ربوبیت کا تو اعتراف کرتے ہیں مگر اس کے باوجود پورے طور پر توحید عبادت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے وہ اسلام میں داخل نہیں مانے جاتے، اور بہت سارے لوگوں کا جو یہ گمان ہے کہ رسولوں کو توحید ربوبیت دے کر بھیجا گیا اور ان لوگوں نے اگر توحید ربوبیت ک عملی جامہ پہنا دیا، تو کامیاب ہوگیا، انہوں نے توحید کو اپنالیا، یہ ایک بنیادی غلطی ہے، اسی بنیاد پر ایسے لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان کا یہ عمل شرک نہیں ہے، بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ شرک تو اس کو وقت ہوگا جب یہ لوگ اللہ کے ساتھ کوئی مدبر مانیں گے اور توحید سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کھلا ہوا شرک کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ کو عبادت میں تنہا جاننا اللہ کے ساتھ کسی اور کروشریک نہ ٹھہرایا جائے دعا، ذبح، نذ، رنماز، خوف، امید، توکل، استغاثہ اور دیگر عبادتوں میں واجب یہ ہے کہ یہ خالص اللہ کے لئے ہیں، ان میں سے کسی عبادت کوکسی نے غیر اللہ کے لئے کیا تو وہ توحید پرست نہ ہوا، بلکہ وہ تو مشرک مانا جائے گا، اگر چہ وہ توحید ربوبیت کا اعتراف کرے.

توحید الوہیت وہ توحید ہے رسولوں کو اسی خاطر بھیجا گیا اور کتابیں اسی لئے اتاری گئیں، لہٰذا جس نے کامل طور پر توحید کو اپنایا وہ لوگوں کے حالات سے واقف ہو جائے گا جو اللہ کے حق کو ضائع کرتے ہیں اور اس جانب سے غفلت برتتے ہیں اور اس کے دیگر حقوق کو نہیں جانتے.

جاننا چاہئے کہ توحید محض غیر اللہ کے نام پر بتوں کے نہ پوجنے کا نام نہیں ہے ، بلکہ توحید یہ ہے کہ ان سبھی عبادتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے جو غیر اللہ

کے نام پر کی جاتی ہیں اور خالص اللہ ہی کی عبادت کی جائے.

جس نے اللہ کی عبادت کی اور دیگر معبودوں کا انکار نہیں کیا وہ مضبوط دستہ کو تھامنے والا نہ مانا گیا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾][البقرة:٢٥٦]

ترجمہ: اس لئے جو شخص اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا.

صحیح مسلم میں آپ کا فرمان ہے: جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اعتراف کیا اور اس کے علاوہ دیگر معبودوں کا انکار کیا، اس کا خون اور اس کا مال حرام ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے. [الممتحنۃ:٤]

لہٰذا جس نے طاغوت کا انکار نہ کیا وہ مضبوط راستہ [لا الٰہ الا اللہ] کو تھامنے والا نہ مانا گیا، بلکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ سے کنارہ کشی اختیار کی، اس میں

غفلت برتی، اوراس کے حقوق کو ضائع کیا اوراس کا خون و مال محفوظ نہ مانا جائے گا، رسولوں کی اصل توحید بلکہ رسولوں کا وہ اصل دین جس کی انہوں نے دعوت دی، ہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے، اور اللہ کے علاوہ سبھی معبوجوں سے اعراض وروگردانی کرنی ہے، یہی ملت ابراہیمی ہے.

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰؤُا مِّنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَداً حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾[الممتحنۃ:۴]

ترجمہ:[مسلمانو] تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہوان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے[عقائد کے] منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ﴾ [الزخرف ۲۶-۲۷]

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم [علیہ السلام] نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا. [الزخرف :۲۶ تا ۲۸]

عصر حاضر میں توحید الوہیت کے ضائع شدہ آثار اور مثالیں

عصر حاضر میں اگر آپ توحید الوہیت پر نظر ڈالیں گے، تو دیکھیں گے اکثریت کے یہاں کہ اس کے آثار تک ضائع ہو چکے ہیں، ہم یہاں آپ کی خدمت میں دو مثالیں دے رہے ہیں؛

پہلی مثال: ذبیحہ ہے، ذبیحہ ایک اہم اور معزز ترین عبادت ہے.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا؛

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴾[الکوثر:۲]

ترجمہ: پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر.

جب یہ واضح ہو گیا کہ ذبیحہ ایک عبادت ہے، تو اس کا غیر اللہ کے نام پر کرنا شرک ٹھہرا

صحیح مسلم کی روایت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزیں سکھائیں، انہیں میں سے ایک چیز یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے اوپر لعنت نازل کرے جس نے غیر اللہ کے نام پر

ذبح کیا[مسلم[۳/ ۱۵۶۷] کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ]

توحید الوہیت کی حقیقت سے نادانی کی بنا پر دور حاضر میں غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ عام ہو چکا ہے، کچھ جاہل لوگ جب کسی جگہ پڑاؤ اختیار کرتے ہیں تو جنوں سے تقرب چاہتے ہوئے یہ ذبیحہ پیش کرتے ہیں تا کہ یہ جن ان کو تکلیف نہ پہونچائیں، اور اس قسم کی چیزیں انجام دیتے ہیں جن کا تعلق اللہ کے ساتھ شرک سے ہے.

دوسری مثال: غیر اللہ سے دعا کرنا

دعا ایک عظیم عبادت ہے، نفع اندوزی اور ضرر ختم کرنے کا یہ ایک مضبوط سبب ہے، اور یہ دعا بندہ کا اپنے رب کے محتاج ہونے اور اس کے ضرورت مند ہونے کی ایک علامت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے.

فرمایا؛

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[غافر:۶۰]

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا] ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا.

اور آپ نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے. [الترمذی ۳۳۷۱ فتح البرای ۱۱/۹۴ کنز العمال ۳۱۱۴]

اور جب انتہائی اہم اور عظیم عبادت ہے تو اسے غیر اللہ کے لئے کرنا شرک ہے، مگر آپ اسلام کی جانب منسوب بہت سارے لوگوں کو دیکھئے کہ وہ قبر والوں کے پاس جا کر دعائیں کرتے ہیں، یہ اپنی دعائیں مردوں اور غائب لوگوں سے کرتے ہیں، آپ دیکھئے کہ یہ تو ان کو ایسے پکارتے ہیں، گویا کہ یہ سن رہے ہیں اور ان سے التجا کر رہے ہیں گویا کہ وہ حاضر و قادر ہیں.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ [فاطر: ۱۳-۱۴]

ترجمہ: جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں، اور اگر [بالفرض] سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف صاف انکار کر جائیں گے.

مردوں سے شفاعت طلب کرنا اور ان سے ضرورتیں مانگنا خواہ یہ نبیوں اور نیکوکاروں سے کیا جائے، اس قسم کی سبھی چیزیں شرک ہیں اور توحید الوہیت کے خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر ان کو نہیں بخشے گا، اور جس کا انتقال اسی کے اوپر ہو گیا وہ ہمیشہ کی لئے جہنم میں رہے گا، ہم ان سب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں.

توحید اسماء وصفات

توحید اسماء وصفات کما مفہوم یہ ہے کہ ان سبھی اسماء وصفات کو بغیر کسی تحریف و تاویل اور بغیر کیفیت ومثال بیان کئے ہوئے ایسے ہی مانا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے آپ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [اللہ] کو موسوم کیا ہے.

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے؛

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ﴾ [الاعراف:۱۸۰]

ترجمہ: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے؛

﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴾ [طٰہ :۸]

ترجمہ: وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں اس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں.

اورآپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کوشمار کیا وہ جنت میں داخل ہوا . [[البخاری [۱۱/۱۸۰تا۱۹۲] مسلم [حدیث نمبر: ۲۶۷۷]]

اوراللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکارکرنا اللہ کا انکار کرنا ہے،اور بندہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان نہ لے آئے.

توحید کی اس قسم کا سمجھنا واجب ہے، بہت سارے علماء نے اس میں غلطی کی ہے،اور بہت سارے لوگوں نے اس میں ٹھوکریں کھائی ہیں،انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کردیا جس سے اس نے اپنے آپ موصوف کیا ،اوران کا یہ گمان تھا کہ وہ محض اللہ کی مشابہت کا انکار کررہے ہیں، وہ اپنے غلط مفہوم کی بنا پر گمراہ ہوئے ،اورانہوں نے کتاب وسنت اوراجماع امت کی خلاف ورزی کی. [القول ارشید فی حقیقۃ التوحید]

توحید کے فضائل واثرات

اعمال کے اوپر توحید کے چند اثرات کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے

۱] جس نے مکمل طور پر توحید کو اپنایا وہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوگا.

۲] گناہوں کی بخش ومغفرت کا سامان توحید ہے

۳] جہنم میں جانے سے رکاوٹ توحید ہے

۴] توحید پرست کو دنیا وآخرت میں ہدایت اور مکمل امن نصیب ہوگا

۵] سبھی اقوال واعمال کی قبولیت کا دارو مدار توحید کے اوپر ہے

۶] توحید سے بندہ کے مصائب میں تخفیف ہوتی ہے اور اس کی مشکلات کم ہوجایا کرتی ہیں

۷] اللہ تعالیٰ نے توحید پرستوں کی کامیابی کی ذمہ داری لی ہے [القول السدید لشرح کتب التوحید لابن سعدی ص۱۶ تا۱۹]

لا الہٰ الا اللہ کا مفہوم

لا الہ الا اللہ کے جس مفہوم کے اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلالت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے، اور اس انداز سے اس کی تعریف بیان کر کے ہم نے نفی اور اثبات دونوں کو جمع کرلیا، نفی سے مراد اللہ کے سوا سبھی سے عبادت کی نفی ہے، اور اثبات سے مراد خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ثابت کرنا ہے، اس کی عبادت اور اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ذَالِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ﴾[الحج:٦٢]

ترجمہ: یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے.

محمد رسول اللہ کا مفہوم

زبان کے اقرار واعتراف کے ساتھ ساتھ دل سے مکمل اس بات کی تصدیق ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندہ اور جنات وانسان سبھی کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ کی اجازت سے دعوت دینے والے اور روشن چراغ ہیں، آپ کی تمام باتوں [خبروں] میں آپ کی تصدیق لازمی ہے، خواہ ان کا تعلق ماضی سے ہو، یا پھر مستقبل سے ہو، یا ان کا تعلق حلال وحرام سے ہو، یا ان کا تعلق آپ کی اطاعت وانقیاد سے ہو، یا ان کا تعلق آپ کی منہیات سے ہو، یا ان کا تعلق آپ کی شریعت کی پیروی سے ہو، یا ان کا تعلق آپ کی سنتوں سے ہو.

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں میں آپ کی تصدیق کی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کیا

جائے اور اللہ کی شریعت کی روشنی ہی میں اللہ کی عبادت کی جائے [الاصول الثلاثۃ]

عبادت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْن﴾[الذاریات:۵۶]

ترجمہ: میں نے جنات اورر انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اس آیت کریمہ پر غور کرنے والے کو یہ پتہ چلے گا کہ اس آیت نے ہماری تخلیق کے اہم مقصد کو واضح کر دیا، جو کہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کی عبودیت کو مکمل طور پر اپنانا ہے، جس نے اس عظیم مقصد کو انجام دیا اس نے اپنے مقصد وجود کی تکمیل کر لی ،اور جس نے اس میں کوتاہی سے کام لیا اس کی زندگی بے مقصد ہوگئی اور اس کے بنیادی مفہوم سے دور چلی گئی، اور جس عبادت کی خاطر ہماری تخلیق ہوئی ہے وہ ان سبھی ظاہری اور باطنی اقوال و

اعمال کا ایک جامع لفظ ہے جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور اس عبادت کی مخالف چیزوں سے براءت ظاہر کرنا.

عبادت کی شرطیں[معارج القبول:١/ ٣٩٩]

عبادت کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں

١] پختہ ارادہ ونیت: عبادت کے پائے جانے کے لئے یہ شرط ہے اور اس کا مفہوم ہے کہ سستی وغفلت نہ کی جائے، اور پوری کوشش کی جائے کہ قول و عمل میں تصادم وٹکراؤ نہ ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰہِ أَنْ تَقُوْلُوْ امَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾[الصف : ٢، ٣]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے.

٢] خالص نیت: اور اس کا مفہوم ہے کہ بندہ کے اپنے سبھی ظاہری و باطنی قول

وعمل کا مقصد خالص رضائے الٰہی ہو.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰـهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءُ ﴾[البینۃ:۵]

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں.

اللہ تعالیٰ نے شریعت کی جن چیزوں کا حکم دیا ہے اس کے مطابق عبادت ہو: اللہ کی شریعت کے مطابق ہی اللہ کی عبادت کی جائے اور وہ مذہب اسلام ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی اور مذہب کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾[آل عمران :۸۵]

ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا

جائے گا.

صحیح بخاری ومسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی چیز ایجاد کی وہ ہم میں سے نہیں ہے[[البخاری[۲/۱۶۶] مسلم[۵/۱۳۲]

یہ عبادت کی تین شرطیں ہیں ان کے بغیر عبادت کا وجود نہیں ہے، عبادت انجام دینے کے آغاز میں پختہ ارادہ شرط ہے، اور عبادت کی قبولیت کے لئے خالص نیت اور سنت کی موافقت شرط ہے، عبادت انہیں تینوں شرطوں کے پائے جانے سے ہی قبول ہوگی.

عبادت کے وہ اصول جن پر اس کا دارومدار ہے دو[۲] ہیں

۱] کمال درجہ کی محبت ۲] کمال درجہ کی خاکساری

ان دونوں میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے سے عبادت نفع بخش نہیں ہو سکتی، اسی لئے بعض سلف نے کہا کہ جس نے اللہ کی عبادت صرف محبت کے ذریعہ کی وہ زندیق ہے، جس نے اس کی عبادت صرف امید کے ذریعہ کی وہ مرجیہ میں ہے، جس نے اس کی عبادت صرف خوف کے ذریعہ کی وہ حروری ہے، جس نے اس کی عبادت محبت خوف اور رجاء تینوں کے ذریعہ کی وہ مومن اورموحد ہے. [معارج القبول ۱/۳۹۷]

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا؛

﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبّاً لِلّٰهُ ﴾ [البقرة:١٦٥]

ترجمہ: اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں.

اور فرمایا؛

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ﴾ [المؤمنون :٥٧]

ترجمہ: یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں.

اور فرمایا؛

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَاخَاشِعِيْنَ ﴾ [الانبياء : ۹]

ترجمہ: یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے.

طہارت

طہارت کا حکم: کتاب وسنت کی روشنی میں طہارت اختیار کرنا واجب ہے.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا﴾ [المائدة:٦]

ترجمہ:

اورفرمایا؛

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾[البقرة:٢٢٢]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے.

ورآپ نے فرمایا نماز کی کنجی پاکی ہے [رواہ الترمذی ۱/ ۹ وابن ماجۃ ۲۷۵ واحمد ۱/ ۱۲۳ وحسنہ الالبانی فی الارواء ۲/ ۹]

طہارت کا بیان

طہارت دو قسم کی ہوتی ہے معنوی طہارت اور حسی طہارت

معنوی طہارت: سچی توبہ کے ذریعہ نفس کا گناہ اور معصیت کے نشانات سے

، دل کا شرک ،شک وشبہ ،حسد ،کینہ کپٹ ،غرور ،خود پسندی اور شاہ پسندی سے پاک ہونا ،اور یہ پاکی اخلاص، خیر سے محبت کرنے، بربادی اختیار کرنے ،تواضع اپنانے ،سچائی اختیار کرنے اور اعمال سے اللہ کی رضا چاہنے سے ہی ہوسکتی ہے.

حسی طہارت: اس سے مراد خباثت اور حدث کی طہارت ہے.

گندگی سے طہارت حاصل کرنے کا مطلب: نمازی کے لباس ،اس کے جسم اور اس کی جائے نماز پر لگی ہوئی گندگی کو پاک پانی سے ختم کر دیا جائے.

حدث کی طہارت سے مراد وضو غسل اور تیمّم ہے.

قضائے حاجت کے آداب مندرجہ ذیل ہیں

قضائے حاجت میں داخل ہونے سے پہلے جو شخص قضائے حاجت کرنا چاہتا ہے وہ ان آداب کو اپنائے

١] لوگوں کی نظروں سے اوجھل کہیں دور خالی جگہ کو تلاش کرے

٢] اپنے ساتھ ایسی چیزیں لے کر داخل نہ ہو جن میں ذکر الٰہی ہو

٣] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا بایاں پاؤں داخل کرے

٤] بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ ذکر پڑھے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث﴾

٥] اپنی شرمگاہ کا پردہ کرنے کیخاطر اپنا کپڑا زمین سے لگتے وقت ہی اٹھائے

٦] قبلہ کا استقبال کرتے ہوئے یا قبلہ کو پیٹھ پیچھے کرتے ہوئے قضائے حاجت نہ کرے

٧] لوگوں کے سایہ کی جگہوں یا ان کے راستوں، یا ان کی پانی والی جگہ، یا ان کے پھل دار درختوں کے نیچے نہ بیٹھے

۸] قضائے حاجت کے دوران بات چیت نہ کرے

۲] قضائے حاجت سے فارغ ہونے اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت ان آداب کو اپنائے

۱] گوبر اور ہڈی سے یا نفع بخش چیزوں سے اور حرمت والی چیزوں سے استنجا نہ کرے جیسے کھانا وغیرہ کا سامان

۲] اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور نہ ہی مسح کرے اور نہ ہی اس سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے

۳] طہارت حاصل کرنے میں طاق چیزوں کا استعمال کرے مثلاً تین ڈھیلوں سے اور اگر پاکی نہ ہوسکے تو پانچ سے کرے

۴] اگر پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کر رہا ہے تو پہلے پتھر سے کرے پھر پانی سے استنجا کرے اور ان دونوں میں سے کسی ایک ہی پر اکتفا کر سکتا ہے

۵] بیت الخلاء سے نکلتے وقت بایاں پیر آگے کرے

۶] بیت الخلاء سے نکلتے وقت غفرانک پڑھے

وضوکا بیان

ا] بندہ کا نماز شروع کرنے سے قبل حدث اکبراور حدث اصغر سے پاک ہونا ضروری ہے، حدث اکبر کا ازالہ غسل سے، اور حدث اصغر کا ازالہ وضو سے ہوگا، پانی نہ ملنے پر، یا پانی کے استعمال سے نقصان پہنچنے پر وضواور غسل کے بجائے تیمّم کیا جا سکتا ہے.

۲] وضوکا مفہوم

بدن کے چار اعضاء [چہرہ ، دونوں ہاتھ ، سر ، دونوں پیر] پر پاک پانی کا استعمال اسی طریقہ پر کرنا جو طریقہ کتاب وسنت کے نصوص میں بیان ہوا ہے

۳] کتاب وسنت سے اس کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ ﴾[المائدة:٦]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو.

آپ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کسی کو حدث لاحق ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا ہے جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے. [
[البخاری[۱/۴۳] مسلم[۱/۲۰۴]

۴] <u>وضو کی فضیلت</u>

حدیث کے نصوص وضو کے عظیم فضائل پر دلالت کرتے ہیں اور ہم اس کی فضیلت کے پیش نظر کچھ کا تذکرہ یہاں کر رہے ہیں؛

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ مَا يُرِيْدُاللّٰهَ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ لٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لُيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾[المائدة: ٦]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا، بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے تا کہ تم شکر ادا کرتے رہو.

جہاں تک حدیث کے نصوص کی بات ہے وہ بہت زیادہ ہیں.

۱] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مجھ سے فرمایا: بے شک میری امت کے افراد قیامت کے روز وضو کے نشانات سے پہچانے جائیں گے، تم میں سے جو شخص ایسا کرسکتا ہو وہ ایسا کرے [البخاری [۱/ ۲۰۷] مسلم [۱۴۶]

۲] عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخن سے بھی نکل جاتے ہیں [رواہ مسلم [۲۴۵]

۳] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرہ کو دھلتا ہے تو پانی کے ساتھ، یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک کہ اس کی نگاہ جاتی ہے، جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلتا ہے تو تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک اس کے ہاتھ پہونچتے ہیں،

اور جب وہ اپنے پیروں کو دھلتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے اتنے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جہاں تک اس کے پاؤں پہونچتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے مکمل طور پر پاک وصاف ہوجاتا ہے. [رواہ مسلم [۲۴۴]

۴] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص خوب اچھی طرح سے وضوکرنے کے بعد ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ﴾ پڑھتا ہے، تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے بھی وہ داخل ہونا چاہے داخل ہو لے [مسلم ۲۳۴]] ترمذی نے ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ کا اضافہ کیا ہے [ترمذی کی زیادتی کو علامہ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے. [۵۵].

۵] وضو کے فرائض، سنتیں اور اس کے مکروہات

ا] وضو کے فرائض چھ ہیں

ا] پیشانی کے اوپری حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے آخری حصہ تک اور ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کو ایک بار، دھونا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ [المائدة: ٦] تو اپنے منہ کو دھولو.

کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی اس میں داخل ہے، کیونکہ منہ اور ناک چہرہ کے حدود میں سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر جھاڑے. [رواہ مسلم ١/٢١٢ ح ٢٣٧]

٢] دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھلنا ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ﴾[المائدة: ٦] اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو.

۳] سرکو پیشانی سے لے کر گدی تک دھلنا ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ﴾ [المائدة: ٦] اور اپنے سروں کا مسح کرو

۴] دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھلنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنْ ﴾ [المائدة:٦] اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو.

۵] ترتیب کا خیال رکھنا بایں طور کہ پہلے چہرہ دھلے ، پھر دونوں ہاتھ، پھر سر کا مسح کرے ، اس کے بعد دونوں پاؤں دھلے ، کیونکہ اللہ کے حکم [فرمان] میں یہی ترتیب وارد ہے.

٦] تسلسل کا خیال رکھنا: بغیر فاصلہ دیئے ہوئے ایک ہی وقت میں وضو کرنا ہاں اگر فاصلہ کم ہو تو کوئی بات نہیں ہے.

۲]وضو کی سنتیں

۱]مسواک کرنا

۲] تین تین بار ہتھیلیوں کا دھلنا ہاں اگر وہ رات کی نیند سے اٹھ رہا ہے تو برتن میں اپنے ہاتھوں کو داخل کرنے سے پہلے ان کا دھلنا واجب ہے ،کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین بار دھلے ،کیونکہ تم میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے.[اخرجہ مالک [۱/۲۱/۹]والبخاری [۱/۵۴]و مسلم [۱/۱۶۰،۱۶۱]

۳] چہرہ دھلنے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

۴] گھنی داڑھی کا خلال کرنا

۵] داہنے اعضاء کو پہلے دھلنا پھر بائیں اعضاء کو دھلنا

۶] وضو سے فارغ ہونے کے بعد وضو کی دعا پڑھنا

۷] وضو کے بعد دو رکعتیں یعنی وضو کی سنت کی پڑھنا

۳] وضو کے مکروہات

۱] ناپاک جگہ میں وضو کرنا کہ نجاست منتشر ہو کر اس کے اوپر آجائے

۲] اعضائے وضو کو تین بار سے زائد دھلنا

۳] پانی میں فضول خرچی کرنا

۴] وضو کی سنتوں میں سے کسی ایک یا کئی سنتوں کو چھوڑ دینا، کیونکہ ان کے ترک کردینے پر اجر ضائع ہو جاتا ہے، ان کا چھوڑنا غیر موزوں ہے

۵] عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

<u>۶] وضو کا طریقہ</u>

<u>وضو کے دو طریقے ہیں</u>

۱] وضو میں کفایت کرنے والا طریقہ ۲] مکمل وضو کا طریقہ

۱] وضو میں کفایت کرنے والا طریقہ: یہ ہے کہ وضو کی نیت کرے، بسم اللہ پڑھے، کلی کرے، و ناک میں پانی چڑھائے، پنا چہرہ دھلے، اپنے ہاتھ کہنیو

ں تک دھلے، کانوں کے ساتھ ساتھ سر کا مسح کرے، ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھلے، ان مین سے ہر عضو ایک بار دھلے تو یہ وضو میں کافی کر جانے والا طریقہ ہے

۲] مکمل وضو کا طریقہ: یہ ہے کہ نیت کرے، بسم اللہ پڑھے، اپنی ہتھیلیاں تین بار دھلے، کلی کرے، تین چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے، اپنا چہرہ تین بار دھلے، دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھلے، بایاں بھی اسی طرح دھلے، سر کے اگلے حصہ سے لے کر اپنی گدی تک سر کا مسح ایک بار کرے، ان دونوں ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لائے جہاں سے انہیں لے گیا تھا، اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اندرونی حصہ تک لے جائے۔اور اپنے انگوٹھے سے ان کے اوپری حصہ کا مسح کرے، ٹخنہ سمیت اپنا دایاں پاؤں تین بار دھلے، پھر بایاں بھی اسی طرح دھلے، جب یہ سب کر کے فارغ ہو جائے تو اپنا چہرہ آسمان کی جانب اٹھائے اور پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ﴾

٧] وضوکوتوڑنے والی چیزیں

١] پیشاب و پاخانہ کے راستہ سے خارج ہونیوالی چیزیں جیسے پیشاب اور پاخانہ اور ہوا

٢] بے ہوشی یا نشہ یا پاگل پن سے عقل کا زائل ہو جانا

٣] ایسی نیند جس سے شعور ختم نہ ہو

٤] ہتھیلی کے اندرونی یا خارجی حصہ سے شہوت کے ساتھ ذکر کو چھونا

٥] مرتد ہو جانا

٦] اونٹ کا گوشت کھانا

٧] مرد کا عورت کی جانب اور عورت کا مرد کی جانب شہوت کی نگاہ سے دیکھنا

۸] کچھ ایسے مسائل جن کا تذکرہ موزوں ہے

۱] جسے طہارت کا یقین ہو اور حدث میں شک ہو تو یقین پر بنا کرے گا جو کہ طہارت ہے

۲] جسے حدث کا یقین ہو اور طہارت میں شک ہو تو یقین پر بنا کرے گا جو کہ حدث ہے تو پاکی حاصل کرے

۳] جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اور ان کے گوبر کھائے جاتے ہیں وہ پاک ہیں

۴] جب کسی مسلمان کو پانی کی طہارت یا اس کی نجاست کے متعلق شک ہو جائے تو یقین پر بنا کرے جو یہ ہے کہ چیزوں میں اصل چیز طہارت ہے

۵] جب پاک پانی اور نجس پانی گڈمڈ ہو جائیں تو پھر سے وضو کرے

١] موزوں پر مسح

چمڑے کی وہ چیزیں جو پیروں پر پہنی جاتی ہیں اوراس پر اون اور کپڑا وغیرہ چڑھا ہوا ہوتا ہے.

٢] موزوں پر مسح کرنے کی مشروعیت

اس حکم کی وضاحت میں نصوص وارد ہیں ان دلائل میں سے یہ ہیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے موزوں پر مسح کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہاں! جب سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تم سے بیان کریں اواوروں سے مت پوچھو[مختصر صحیح البخاری للالبانی ص٦٢]

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی پگڑی اور اپنے موزے پر مسح فرمارہے تھے[مختصر صحیح البخاری للالبانی ص٦٣]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لئے جھکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اسی حال پر چھوڑ دو، میں نے ان کو پاکی کی حالت میں پہنا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا اور نماز پڑھی. [مختصر صحیح البخاری للالبانی ص ۱۰۶]

موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں

۱] طہارت کی حالت میں ان کو پہنا گیا ہو، اس کی دلیل عروہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جسے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لئے جھکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اسی حال پر چھوڑ دو، میں نے ان کو پاکی کی حالت میں پہنا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا. [رواہ البخاری ۱/ ۵۹ کتاب الوضو باب اذا ادخل رجلیہ وہما طاہرتان]

موزے یا پائتابے پاک ہوں، اگر نجس ہیں تو ان کا مسح صحیح نہیں ہے.

وضو میں فرض اعضائے وضو کو ڈھکنے والا ہو.

مسح کرنے کی مدت

مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے، اور مسح کے مدت کی ابتدا مسح کرنے کے شرعات سے ہوتی ہے.

۵] موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

اپنا ہاتھ پانی میں داخل کرے اور پیر کے اوپر موزوں کے اوپری حصہ پر انگلی کے کنارے سے لے کر پاؤں کے بیچ تک کا ایک بار مسح کرے ایڑیوں اور پاؤں کے اندرونی حصہ کا مسح نہ کرے.

٦] مسح کو باطل کرنے والی چیزیں

۱] جب پہنے ہوئے موزے پیر سے نکال دیئے جائیں

۲] جب اسے غسل جنابت واجب ہو جائے

۳] جب مسح کی مدت مکمل ہو جائے

غسل کا بیان

غسل کے اسباب

۱] جنابت: جو جماع کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور جماع دو ختنوں کے ملنے کو کہا جاتا ہے خواہ منی کا انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور انزال کا مطلب ہے نیند میں یا بیداری کی حالت میں مرد یا عورت سے لذت کے ساتھ منی کا خارج ہونا ہے. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ [المائدة:٦]

ترجمہ: اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب دو ختنے آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا. [اخرجہ الترمذی ۱/ ۸۰، ۸۱ وابن ماجہ ۱/ ۲۱۱ واحمد ۶/ ۱۶۱]

۲] حیض یا نفاس کے خون کا منقطع ہو جانا.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَ لَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

ترجمہ: حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی.

اور آپ کا فرمان ہے کہ اتنی مدت تک رکے رہو جب تک تم کو خون آتا ہے پھر غسل کرو. [رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ۱/ ۲۱۵ والدار قطنی ۱/ ۱۴۸]

غسل کرنے کا طریقہ

اپنے غسل سے حدث اکبر کے ازالہ کی نیت کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھے، پھر اپنی ہتھیلیاں تین بار دھلے، پھر استنجا کرے اور اپنی شرمگاہ اور اس کے ارد گرد لگی ہوئی نجاست کو دھلے، پھر وضو کرے اور سوائے پیر کے اپنے سارے اعضائے وضو دھلے [اپنے غسل سے فارغ ہو جانے کے بعد پیروں کو دھلے] پھر اپنا سر اپنے کانوں سمیت تین لپ سے تین بار دھلے، پھر اپنے جسم کے

سبھی داہنے اعضا پر پانی پھیرے، پھر بائیں اعضا پر پانی ڈالے اور دوران غسل پوشیدہ جگہوں کا خیال رکھے مثلاً ناف اور بغل کے نیچے کے حصے اور دونوں گھٹنے وغیرہ .

تیمّم کا بیان

تیمّم امت اسلامیہ کی خصوصیات میں سے ہے اور یہ پانی کی طہارت کا بدل ہے.

تیمّم کا مفہوم: چہرہ اور ہتھیلیوں کا مسح کرنے کے لئے پاک مٹی کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا.

تیمّم کب مشروع ہے؟

۱] جب پانی نہ ملے

۲] جب انسان کے جسم میں زخم ہوا یا کوئی بیماری ہو اور پانی کے استعمال سے اس کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو

۳] جب پانی زیادہ ٹھنڈا ہو اور اسے گرم کرنا ناممکن ہو اور پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو

۴] جب پانی پینے یا دوسرے کو پلانے کی ضرورت ہو اور پیاس کا اندیشہ ہو

تیمّم توڑنے والی چیزیں

١] پانی کا دستیاب ہو جانا

٢] وضو کے گزشتہ نواقض

تیمّم کا طریقہ

نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، اور اپنی ہتھیلی کے اندرونی حصہ سے ایک بار زمین پر مارے، پھر ان سے اپنے چہرہ اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرے.

حیض نفاس اور استحاضہ

حیض سے مراد وہ خون ہے جو عورت کے بلوغت کے مرحلہ کو پہو نچنے پر اس کی رحم سے ٹپکتا ہے ، یہ عورت کی شرمگاہ سے مخصوص اوقات مین خارج ہوتا ہے، ،حیض کی اقل مدت ایک دن اور ایک رات ہے، اور حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہے.

نفاس سے مردوہ خون ہے جو ولادت کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، اور نفاس کے اقل مدت کی کوئی تعیین نہیں ہے.جب بھی نفاس والی عورت پاکی دیکھ لے غسل کرے اور نماز پڑھے.

مستحاضہ سے مراد وہ عورت ہے جس کا خون جاری رہنا پندرہ روز سے زیادہ تک کے لئے بند نہ ہو.

حیض اور نفاس والی عورت کے متعلق کچھ احکام

۱] حائضہ اور نفاس والی عورت سے جماع کرنا حرام ہے.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾[البقرۃ:۲۲۲]

ترجمہ:اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ.

۲]ان کے اوپر نماز و روزے حرام ہیں ہاں یہ ہے کہ پاک ہو جانے پر روزے کی قضا کرنی ہے جب کہ نماز کی قضا نہیں کرنی ہے

۳]ان دونوں کے اوپر خانہ کعبہ کا طواف حرام ہے، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں اور غسل کریں

۴]ان دونوں کا مصحف چھونا جائز نہیں ہے ،الا یہ کہ درمیان میں کوئی چیز حائل ہو[یعنی ڈائریکٹ مصحف کا چھونا جائز نہیں ہے]

مستحاضہ کے حالات

۱]ایام حیض کو وہ جانتی ہو اس مدت میں بیٹھی رہے گی پھر غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی

۲]مدت حیض وہ نہ جانتی ہو اور اس میں تمیز نہ کر سکتی ہو تو یہ اپنے ہم عمروں کی عادت کی طرح بیٹھے گی ،اگر اس کی ہم مدت [ہم عمر]عورتیں نہ ہوں تو زیادہ

سے زیادہ چھ دن یا سات دن بیٹھے گی

۳] اس کے حیض کی کوئی عادت ہی نہ ہو مگر یہ کہ کالے اور غیر کالے خون میں تمیز کر سکتی ہو تو جب حیض کا خون منقطع ہو جائے تو غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی

کچھ احکام

مستحاضہ غسل کرے گی اور روزہ و نماز کرے گی، مگر یہ کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے گی اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کر سکتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس کے لئے ہر وہ چیز کرنا جائز ہے جس سے اس کو حیض کے دوران روک دیا گیا تھا.

نماز کا بیان

[۱] صلاۃ [نماز] کی تعریف

نماز بندے اور اس کی رب کے درمیان ایک رابطہ ہے، بندہ حالتِ نماز میں اطاعت، محبت، عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے، نماز شہادتین کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہے، کیونکہ یہ دین کا ستون ہے، یقین کی روشنی ہے، اس میں خوش دلی کشادہ قلبی اور اطمینانِ قلب پایا جاتا ہے، یہ نماز منکرات سے باز رکھنے والی ہے اور گناہوں کے مٹائے جانے کا ذریعہ ہے.

[۲] تارک نماز کا حکم

اگر نماز کے وجوب کا انکار کرنے والے کے پاس کوئی عذر نہیں ہے تو اس کے انکار کی بنیاد پر اسے کافر قرار دیا جائے گا، اور اگر اس نے اس کا انکار دین کی ضروری باتوں کو جاننے کے بعد کیا ہے، اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :جو اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کردو

[بخاری[۸/۵۰]،اور ایسے شخص کے اوپر مرتد کے احکام نافذ کئے جائیں گے.

اور اگر یہ شخص اس کے وجوب کا معتقد ہے اور سستی کے نتیجہ میں اس نے اسے ترک کر دیا یہاں تک کہ وقت نکل چکا تو اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے اور کئی ایک اقوال ہیں [۱] ایسا شخص کافر مانا جائے گا ملت سے خارج قرار پائے گا اگر توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھے تو اسے قتل کر دیا جائے گا[۲] اسے کافر نہ گردانا جائے گا بلکہ وہ فاسق ہوگا اگر توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حد کے طور پر قتل کر دیا جائے گا[۳] نہ تو اسے کافر گردانا جائے گا اور نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھنے لگ جائے، یا پھر وہ مر جائے.

[۳] نماز کے ارکان

نماز کے وہ ارکان جن کے بغیر نماز مکمل ہی نہیں ہوگی وہ چودہ [۱۴] ہیں

[۱] طاقت رکھنے والا قیام کرے

[۲] تکبیر تحریمہ

[۳] سورہ فاتحہ کی قراءت

[۴] رکوع

[۵] رکوع میں اعتدال برتنا

[٦] ساتوں اعضاء پر سجدے کرنا [چہرہ دونں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پیر]

[۷] سجدوں میں اعتدال برتنا

[۸] دونوں سجدوں کے بیچ بیٹھنا

[۹] مذکورہ ارکان اطمینان سے ادا کرنا

[۱۰] آخری تشہد

[۱۱] آخری تشہد کے لئے بیٹھنا

[۱۲] نبی کریم پر درود بھیجنا

[۱۳] ارکان میں ترتیب کا لحاظ برتنا

[۱۴] سلام پھیرنا

[۴] نماز کی شرطیں کل نو ہیں

[۱] اسلام: کافر کی نماز صحیح نہ مانی جائے گی اگرچہ صحیح قول کی بنیاد پر اس کا محاسبہ کیا جائے گا

[۲] عقل: غیر عاقل شخص اس کا مکلّف نہیں ہے

[۳] تمیز کا پایا جانا

[۴] وقت کا داخل ہونا

[۵] حدث سے طہارت حاصل کرنا

[۶] نجاستوں سے اجتناب کرنا

[۷] ستر پوشی

[۸] قبلہ کا استقبال کرنا

[۹] نیت کرنا

[۵] نماز کے واجبات

واجب ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم شریعت نے الزامی طور پر دیا ہو اور جان بوجھ کر جس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جائے اور سہو ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے جس کا تدارک ہو جائے.

نماز کے واجبات آٹھ ہیں

[۱] تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیریں

[۲] سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

[۳] ربنا ولک الحمد کہنا

[۴] رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا

[۵] سجدوں میں سبحان ربی الاعلی کہنا

[۶] دونوں سجدوں کے بیچ اللہ سے استغفار کرنا

[۷] پہلا تشہد

[۸] پہلے تشہد کے لئے بیٹھنا

[٦] نماز کی سنتیں

نماز کی سنتوں سے مراد وہ مشروع افعال ہیں جن کے ترک کر دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے، خواہ عمداً چھوڑے گئے ہوں، یا بھول چوک کی وجہ سے ترک ہو گئے ہوں.

نماز کی سنتیں بہت ہیں، کچھ مندجہ ذیل ہیں

[۱] تکبیر تحریمہ کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا

[۲] رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

[۳] رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

[۴] دورانِ قیام دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر سینہ پر رکھنا

[] سجدوں کی جگہ پر دیکھنا

[٦] دعائے استفتاح پڑھنا

[۷]تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا

اور دیگر سنتیں

نماز باجماعت

[ ]نماز باجماعت کے فضائل

نماز باجماعت کے فضائل پر بہت سارے دلائل ہیں، کچھ مندرجہ ذیل ہیں

[۱]ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ۲۷ گنا بہتر ہے.

[بخاری[۲/ ۱۰۹]مسلم[۶۵۰]

[۲]ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اس کے گھر میں یا اس کے بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا زائد ہے

[بخاری[۲/۱۱۲]مسلم[۶۴۹]

[۳]ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی

کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ ان کو ان کے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی جائے ،آپ نے ان کو رخصت دے دی، جب پلٹ کر جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور ان سے فرمایا : کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس اذان پر لبیک کہو. [مسجد کو آؤ][مسلم][۶۵۳]

[۲] نماز باجماعت کا حکم

مردوں کے اوپر نماز باجماعت واجب ہے خواہ حضر میں ہوں یا سفر میں ہوں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ﴾

ترجمہ: جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان

کیا یک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو[النساء:۱۰۲]
شرح المنتھیٰ میں کہا: امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بات حالت خوف میں ہے تو حالتِ امن بدرجہ اولیٰ ہوگی، اور ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث ہے: منافقوں پر عشا اور فجر کی نماز سب سے زیادہ بھاری ہے اگر ان کو ان کے اجروثواب کا پتہ چل جائے تو اس کے لئے حاضر ہوں گے اگر سرین کے بل گھسٹ کر ان کو آنا پڑے، میں نے چاہا کہ نماز کھڑی کئے جانے کا حکم دوں، پھر ایک شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں، اور اپنے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو ان نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو جاؤں جن کے پاس لکڑی کے گٹھر ہوں اور ان کے گھروں کو جلادوں [بخاری[۲/ ۱۰۷] مسلم [۶۵۱] ور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان نابینا صحابی سے کہنا کہ جب تم اذان کی آواز سنتے ہو تو مسجد کو آؤ، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت چاہی [مسلم[۶۵۳]][شرح المنتھیٰ [۱/ ۲۴۴] المغنی مع الشرح الکبیر[۲/۱]

[۳] نماز باجماعت کا انعقاد کتنوں سے ہوگا؟

نماز باجماعت دولوگوں [امام اور ایک مقتدی خواہ مقتدی کوئی عورت ہی ہو] سے منعقد ہوجائے گی ، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث سے فرمایا:اور تم دونوں میں کا بڑا شخص امامت کرائے [بخاری [۱/ ۱۶۵، ۱۷۱، ۱۷۸] مسلم [۲/ ۱۳۴]

[۴] نماز باجماعت ترک کرنے کے جائز عذر کا بیان

مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو دوخباثتوں میں سے کسی سے فارغ ہونے کی ضرورت ہو کسی ضائع ہوئی چیز کو پانے کی امید ہو، یا اپنے مال کے ضائع ہوجانے کا، یا اس کے فوت ہوجانے کا، یا اس میں نقصان درآنے کا اندیشہ ہو، یا کسی ایسے مال کی ہلاکت کا اندیشہ ہو جس کی حفاظت کے لئے اسے اجرت پر لیا گیا ہے. [المغنی [۲/ ۸۳]

[۵] مقتدی کے متعلق کچھ مسائل

جس مسجد کا کوئی امامِ راتب ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کا امامت کرانا حرام ہے ،ہاں یہ کہ نماز کا وقت نکل رہا ہو [شرح المنتہیٰ [۱/ ۲۵۷]

جب فرض نماز کے لئے نماز کھڑی کردی گئی ہو تو کوئی نفلی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ کا فرمان ہے: جب نماز کھڑی کردی جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں ہے [مسلم [۲/۱۵۳]

مقتدی کے حق میں حرام ہے کہ اپنے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرے، اگر اس نے ایسا کرلیا ہے تو اسے اس کا اعادہ کرنا ہوگا، اور نماز کے اعمال میں سے کسی بھی عمل میں جو مقتدی امام سے سبقت کرجائے وہ گنہ گار ہوگا، ہاں یہ کہ اسے مسئلہ معلوم نہ رہا ہو یا بھول کر ایسا کیا ہو [مختصر لفقہ الاسلامی [ص ۶۳]

صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے والے مقتدی کی نماز درست نہ مانی جائے گی

اِلا یہ کہ صف مکمل ہوچکی ہواور اس میں گنجائش باقی نہ رہ گئی ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: صف کے پیچھے منفرد کی نماز نہیں ہے [اخرجہ ابوداؤد: [٦٨٢]، الترمذی: [١/ ٤٤٨]، وصحہ الالبانی فی الارواء: [٢/ ٣٢٣]]

[٦] امام کے متعلق بعض مسائل

امامت کا سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب کا احسن قاری ہے، پھر سنت کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے، پھر ہجرت میں پہل کرنے والا ہے، پھر اسلام مں سبقت لے جانے والا ہے، پھران میں عمر دراز شخص ہے [المغنی ٢/ ١٧]

امام کے لئے مسنون ہے کہ وہ مریض عمر دراز اور ضرورت مند کی رعایت کرتے ہوئے اپنی نماز میں تخفیف سے کام لے.

مریض کی نماز

ضروری ہے کہ مریض فرض نمازیں کھڑے ہوکر پڑھے، خواہ کسی دیوار، یا کسی لاٹھی کا سہارا ہی کیوں نہ لئے ہوا گر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ چارزانو ہوکر بیٹھے، اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا ہے تو پہلو کے بل ہوکر پڑھے، اور اگر ان میں سے کسی کی بھی استطاعت نہیں ہے تو پھر اپنی طاقت کے اعتبار سے پڑھے اگر چہ اپنی پیٹھ کے بل لیٹ کر ہی پڑھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾[التغابن:۱۶]

ترجمہ: پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾[البقرة:۲۸۶]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا.

اگراس کی استطاعت نہ ہوتو اپنے سر سے اشارہ کرے، اوراگراس کی بھی استطاعت نہیں ہےتو اپنے پہلو سے اشارہ کرے اوراپنے دل سے نیت کرے[المغنی ۸/۸۱۳]

اگر مریض کو ہرنماز اس کے وقت میں ادا کرنے میں دشواری ہورہی ہوتو وہ ظہر وعصر اورمغرب وعشاء کی نمازوں کوان کے کسی وقت میں جمع کرے یعنی اکٹھی پڑھ لے، اورجمع تقدیم اورجمع تاخیر میں نرمی والے پہلو کو اپنانا ہی افضل ہے.

اگر مریض خود سے وضو نہ کرپارہا ہوتو کوئی اور اسے وضو کرائے، اوراگر مریض کسی ایسی جگہ ہے جہاں اسے پانی اورمٹی میسرنہیں ہےاورنہ ہی اس کی خاطرکوئی دوسراان میں سے کسی ایک چیز کوحاضر کرنے والا ہےتو اپنی اسی حالت میں نماپڑھ لے گااوراس کی لئے نماز کامؤخرکرنا جائزنہیں ہے[من فتاوی الشیخ ابن باز]

مریض جس طرح بھی قبلہ کا استقبال کرسکتا ہو اسے قبلہ رخ ہونا ہے، خواہ

اپنے چہرہ کے ذریعہ یا اپنے پاؤں کے ذریعہ اگر استقبال قبلہ کرنے سے قاصر ہے تو موجودہ حالت ہی پر نماز کی ادائیگی کرلے گا.

نماز جمعہ

نماز جمعہ کا حکم

نماز جمعہ واجب اور فرض عین ہے، اور کتاب وسنت اور اجماع سے اس کی فرضیت ثابت ہے، اگر جمعہ کی نماز کسی عذر کی بنا پر فوت ہو جائے تو عوض کے طور پر ظہر کی نماز پڑھی جائے [کتاب الصلاۃ للمؤلف [ص[۲۰۶]

جمعہ کی نماز کن پر واجب ہے؟

جمعہ کی نماز آٹھ شرطوں کے پائے جانے پر واجب

ہے[۱] اسلام][۲] بلوغت [۳] عقل [۴][ذکوریت

][۵] حریت [۶] سکونت پذیری [۷] جماعت کو ساقط کرنے والے عذر ک

نہ پایا جانا [۸] جمعہ کی ادائیگی والی جگہ میں یا اس سے قریبی جگہ میں اقامت

پذیر ہو [المصدر السابق [ص [۲۰۷]

نماز جمعہ کی مشروعیت کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کی مشروعیت لوگوں پر اپنی عظیم نعمت کی یاد دہانی کے طور پر کی ہے اور اس میں خطبہ کو مشروع قرار دیا ہے، کیونکہ یہ خطبہ اس بات پر محتوی ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یہ نعمتیں یاد دلائی جائیں اور ان احسانات کے شکریہ پر ان کو آمادہ کیا جائے، اور نماز جمعہ میں تعلیم و رہنمائی اور نصیحت و تذکیر اور اللہ کے ساتھ تجدید عہد، اخوت و بھائی چارہ کے جذبہ کا احیاء اور اتحاد کی تاکید اور قوت وشوکت کا اظہار پایا جاتا ہے [العبادۃ فی الاسلام للقرضاوی ص[۲۳۳].

جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

وقت کا ہونا لہٰذا جمعہ کا وقت ہونے سے پہلے اور جمعہ کا وقت نکل جانے کے بعد جمعہ کی نماز اجماعی طور پر صحیح نہ مانی جائے گی

[۲] جماعت لہٰذا تنہا شخص کی نماز جمعہ صحیح نہیں

[۳] سکونت پذیری [۴] نماز جمعہ سے پہلے دو خطبوں کا ہونا

نمازعیدین

نمازعیدین کاحکم

علماء نے نمازعیدین کی مشروعیت پر اتفاق رائے جتانے کے بعد نمازعیدین کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے، کچھ کا کہنا ہے کہ یہ فرض عین ہے ،جب کہ کچھ علماء اسے فرض کفایہ قرار دیتے ہیں، اور بعض کا خیال ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے اور ہر ایک گروہ کے دلائل فقہی کتابوں میں پائے جاتے ہیں. [کتاب الصلاۃ للمؤلف ص۳۳۱]

نمازعیدکاوقت

عام اہل علم کا کہنا ہے کہ نمازعید کا وقت سورج کے ایک نیزہ کی برابری پر چڑھ جانے کے بعد سے لے کر سورج کے زوال تک ہے کیونکہ چاشت سے پہلے نماز ادا کرنا حرام ہے اور ایک نیزہ کی بلندی تک سورج کے چڑھنے تک نماز کی ادائیگی مکروہ ہے.[المواعظ الحسنة صديق حسن خان ص ۴۳،۴۴]

نمازعیدین کی ادائیگی کی جگہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی بنیاد پر شہر سے باہر عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے، ہاں واضح رہے کہ عید گاہ میں اسے ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو[المغنی۳/۲٦۰]

نمازعیدین کے ادا کرنے کا طریقہ

عیدین کی نماز دو رکعت ہے، سبھی نمازوں کی طرح پہلی رکعت کے لئے تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہے گا پھر اس کے بعد چھ تکبیریں کہے گا اور سورہ فاتحہ اور سورہ اعلیٰ یا سورہ ق پڑھے گا ،قراءت سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہے گا اور رکوع کرے گا، پھر جب وہ رکعت پوری کرلے گا تو سجدوں سے اٹھ کر اللہ اکبر کہے گا پھر مسلسل پانچ تکبیریں کہے گا، جب تکبیریں مکمل کرلے گا و سروہ فاتحہ اور سورہ الغاشیۃ پڑھے گا، اور اگر چاہے تو سورہ اَلْقَمَرُ پڑھے یہ بھی سنت ہے، ہاں مگر اس نے پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلیٰ﴾ پڑھا تھا تو دوسری رکعت میں ﴿هَلْ أَتَاکَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

﴿پڑھے گا، اور اگر اس نے پہلی رکعت میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ پڑھا تھا تو دوسری رکعت میں ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ پڑھے گا[زاد المعاد[۱/۴۴۲،۴۴۴]

نماز کسوف

سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوفزدہ کرتا ہے، تا کہ وہ ان کی جانب سے توبہ اور اپنی جانب رجوع کو دیکھے، اور یہ دونوں اللہ خالق کی مظاہر قدرت میں سے ہیں. اور واضح رہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کی حیات یا کسی کی موت سے وقع نہیں ہوا کرتے، بلکہ یہ تو لوگوں کے کمائے ہوئے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جو انہوں نے شاہ شاہان اللہ کی شان میں کیئے.

سورج اور چاند گرہن کا طریقہ

دن اور رات میں الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ سے ان کی خاطر پکار لگائی جائے گی.

پھر امام اللہ اکبر کہے گا، اور سورہ فاتحہ اور ایک طویل سورت جہری آواز میں پڑھے گا، پھر ایک طویل رکوع کرے گا، پھر رکوع سے سر اٹھائے گا اور سورہ

فاتحہ پڑھے گا، پھر پہلی سورت کے مقابلہ میں ایک ہلکی سورت پڑھے گا، پھر پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کرے گا، پھر سر اٹھائے گا، پھر دو طویل سجدے کرے گا، پہلا سجدہ دوسرے سے طویل کرے گا، پھر پہلی رکعت ہی کی طرح دوسری رکعت مکمل کرے گا، مگر یہ رکعت خفیف ہوگی [مختصر الفقہ الاسلامی ص ٦٥]

نمازاستسقاء

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے اسے اس وقت مشروع قرار دیا ہے جب زمین خشک ہوجائے اور بارش رک جائے تو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوجائیں، گریہ وزاری کریں اوراس سے بارش طلب کریں، اور یہ نماز جماعت کی شکل میں اور تنہا بھی اور نماز جمعہ کے خطبہ میں دعا کے ذریعہ بھی پڑھی جاسکتی ہے، اور یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد آدم اپنے رب کے محتاج اور ضرورت مند ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾[فاطر:۱۵]

ترجمہ:اے لوگو!تم اللہ کے محتاج ہواوراللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے.

نمازاستسقاء کاحکم

یہ سنت مؤکدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہےاوراس کی مشروعیت پرمسلمانوں کااجماع

ہے[کتاب الصلاۃ للمؤلف ص۳۵۴]

نمازاستسقاء کی ادائیگی کا طریقہ

نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ اس اعتبار سے عیدین کی نماز کی طرح ہے کہ یہ بھی دو رکعت ہے، یہ بھی عیدگاہ میں پڑھی جاتی ہے، اس میں قراءت بلند آواز سے ہوتی ہے اور یہ نماز بھی خطبہ سے قبل ادا کی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ.

نفلی نماز

اللہ تعالیٰ کی اپنے مخلوق کے تیئں یہ ایک حکمت اور رحمت ہے کہ اس نے ان کی خاطر نفلی نمازیں مشروع کی ہیں اور ہر واجبی عبادت کے لئے اس کی قبیل سے ایک نفل متعین کیا ہے، تاکہ ان سے فرائض میں واقع شدہ کمیوں کی تلافی ہو سکے.

اور نفلی نماز کوئی واجب نہیں کہ مکلّف کو اس کے کرنے کا مطالبہ کیا جائے اور یہ اس کی نیکی میں اضافہ کے طور پر ہے.

نفلی نمازیں دو طرح کی ہیں

رواتب مؤکدہ اور رواتب غیر مؤکدہ

راتب مؤکدہ وہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ حضر میں ہمیشہ کیا ہے اور اس کے کرنے کی دعوت دی ہے، مگر بسا اوقات اسے ترک کر دیا کرتے تھے ،وہ یہ ہیں ظہر سے پہلے چار رکعتیں ،اس کے بعد دو رکعت ،مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے قبل دو

رکعتیں.

اور جہاں تک بات رواتب غیر مؤکدہ کی ہے تو اس سے مراد وہ نمازیں ہیں جن کو نبی کریم بسا وقات پڑھا کرتے تھے، مگر عموما انہیں ترک کردیا کرتے تھے، وہ یہ ہیں عصر سے پہلے دو یا چار رکعتیں، مغرب سے قبل دو رکعتیں، اور عشاء سے قبل دو رکعتیں.

نماز جنازہ

نماز جنازہ کی مشروعیت

اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ کو مسلمانوں کی ان روحوں کی تکریم کے طور پر مشروع قرار دیا ہے جو روحیں دار العمل سے دار الحساب کی جانب منتقل ہو چکی ہیں ،اور یہ ایک عظیم شعار ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر احسان کیا ہے اور یہ ان کے آپسی محبتوں کی ایک دلیل ہے، کیونکہ یہ بھائی چارہ کے بلند معانی پر مشتمل ہے،اس میں ایک مسلمان کی جانب سے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعا پائی جاتی ہے اور اس میں دفنائے جانے تک اس کے جنازہ کی اتباع ہے جو کہ دینی ارتباط کی قوت کی ایک دلیل ہے، کتنا ہی بہتر یہ شعار ہے اور کتنا ہی عظیم شعار ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلم مردوں پر رحم فرمائے ، بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے.

نماز جنازہ کا حکم

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر اسے کچھ لوگ انجام دے لیتے ہیں تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ آپ کے فعل سے ثابت ہے اور اسی طرح آپ کے قول سے ثابت ہے [المغنی [۲/۳۴۴]

نماز جنازہ کی شرطیں

نماز جنازہ کی شرطیں وہی ہیں جو فرض نمازوں کی شرطیں ہیں جیسے نیت، مکلّف کیا جانا، قبلہ کا استقبال، ستر پوشی اور کپڑے اور جسم اور جگہ اور نمازی کا صاحب اسلام ہونا.

اور میت کے لئے اس کا اسلام اور اس کا طاہر ہونا شرط ہے، اور ایسے ہی اس کا نمازی کے سامنے حاضر کرنا شرط ہے اگر میت اسی شہر کی ہے.

نماز جنازہ کے ارکان

[۱] قدرت اگر ہے تو کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا

[۲] چار تکبیریں

[۳] پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا

[۴] دوسری تکبیر کے بعد نبی کے اوپر درود بھیجنا

[۵] تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دعا کرنا

[۶] ارکان میں ترتیب کا خیال رکھنا

[۷] سلام پھیرنا

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

امام مرد میت کے سرہانے اور عورت میت کی کمر کے پاس کھڑا ہو، پھر مقتدی اس کے پیچھے صف بندی کریں، امام پہلی تکبیر کہے، سورہ فاتحہ پڑھے، پھر دوسری تکبیر کہے، اور درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہے، اور میت کے حق میں اور اپنے لئے اور والدین کے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کہے اور تھوڑا سا ٹھہرا رہے، پھر اپنی دائیں جانب سلام پھیر دے

نماز جنازہ کے متعلق بعض اہم مسائل

[۱] جس کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے تو اس کی قضا اسی صورت پر کرے، اور اگر امام کے ساتھ اس کی قضا نہ بھی کرے تو اس کی نماز صحیح مانی جائے گی

[۲] اگر مسلمانوں اور کافروں کے جنازے گڈمڈ ہوں تو سبھی کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے، مگر نیت مسلمانوں کے جنازہ کی کرے گا

[۳] جنین کی عمر اگر چار ماہ کی ہو چکی تھی تو اس کے مرنے کے بعد اسے غسل دیا جائیگا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

[۴] جس میت کو غسل دینا اس کے جل جانے یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے [پاش پاش ہو جانے] کی وجہ سے دشوار ہو جائے تو اور میت کے بعض حصوں پر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے

[۵] جس کو بغیر نماز جنازہ پڑھے ہی دفن کر دیا گیا ہے تو بعد میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ قبر میں ہی ہوگا.

زکاۃ

زکاۃ کی تعریف

مخصوص مال میں مخصوص لوگوں کا وہ واجبی حق ہے جس کی ادائیگی مخصوص وقت میں کی جاتی ہے، تاکہ اللہ کی رضا حاصل کی جاسکے اور نفس و مال اور معاشرہ کو پاک وصاف کیا جاسکے [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ١١]

زکاۃ کی اہمیت اور اس کی مشروعیت کی حکمت

اسلام میں زکاۃ کی کافی اہمیت ہے بنابریں اس کی مشروعیت کی حکمتیں اس کی اہمیت کی واضح دلیل ہیں، اسی لئے ہم اس کی مشروعیت کی کچھ حکمتیں ذکر کریں گے جس سے ان حکمتوں پر غور کرنے والے کو اس رکن عظیم کی اہمیت کا پتہ چلے گا.

زکاۃ کی مشروعیت کی کچھ حکمتیں

١] بخالت و کنجوسی اور لالچ و ہوس کی رذالت سے طبیعت انسانی کا پاک ہونا

٢]فقیروں کی غمخواری اور تنگدستوں ومحتاجوں اورضرورت مندوں کی ضروریات کی تکمیل

٣]ان عام مصالح کا قیام جن پر امت کی بقاوسعادت کا دارومدار ہے

٤]تاجروں و پیشہ وروں اور مالداروں کی ذخیرہ اندوزی پر کنٹرول کرنا ،تا کہ مخصوص قسم کے لوگوں یا مالدراوں کے بیچ ہی یہ مال محصور ہوکر نہ رہ جائیں

٥]زکاۃ کی وجہ سے مسلم معاشرہ ایک خاندان کی مانند ہوجاتا ہے کہ طاقت ورکمزور پراور مالدار تنگ دست کےاوپرخرچ کرتا ہے

٦]فقیروں کے انقلاب [جلن] اور مالداروں کے خلاف ان کے حسد کی حرارت کو بجھاتا ہے

٧]مالی جرائم پرروک لگاتا ہے جیسے چوری،ڈاکہ زنی اور

٨]اس سے مال میں افزائش ہوتی ہے

٩] بھلائیوں کے فروغ پانے کا سبب ہے [الشرح الممتع علی زاد المستقنع

[۱۴،۱۲/٦] منہاج المسلم ص ٣٦٧]

<u>زکاۃ کی فرضیت کے دلائل</u>

کتاب وسنت کے نصوص وارد ہیں جو زکاۃ کی فرضیت پر واضح طور پر دلالت کرتے ہیں اور نبی کریم [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ یہ اسلام کے مضبوط ستنوں میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے، اسی لئے یہ اس دین کے ارکان کا تیسرا رکن ہے

یہاں اس کی فرضیت کی کچھ دلیلیں ذکر کی جارہی ہیں

<u>قرآن سے اس کے دلائل</u>

﴿وَاَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَ آتُوْا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ [البقرة: ۴۳]

ترجمہ: اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ وَاَقِيۡمُوۡا الصَّلاۃَ وَ آتُوۡا الزَّکَاۃ وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِأَنۡفُسِکُمۡ مِنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ ﴾[البقرۃ:١١٠]

ترجمہ:تم نمازیں قائم رکھواور زکوٰۃ دیتے رہا کرواور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے.

اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ فَإِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوۡا الصَّلاۃَ وَ آتُوۡا الزَّکَاۃ فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ ﴾[التوبۃ:٥]

ترجمہ:ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو.

<u>سنت یعنی حدیث سے اس کے دلائل</u>

١]مشہور حدیث جبریل جس میں ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں ہے،رنماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو ،رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی استطاعت ہے تو حج کرو

[بخاری ۱/ ۱۵]

۲] ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں کے اوپر ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور جس شخص کو حج بیت اللہ کی استطاعت ہے اس کا حج کرنا [بخاری ۱/ ۸]

کتاب وسنت کے یہ چند نصوص ہیں جن کی دلالت انتہائی واضح ہے کہ زکاۃ ارکان اسلام کا ایک رکن اور اس کے ان ستونوں میں سے ایک ہے، جن ستونوں کے بغیر اسلام کا قیام ہی نہیں ہوسکتا [انظر کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۳۴، ۳۵]

زکاۃ اور ٹیکس کے بیچ فرق

۱] زکاۃ کی ادائیگی تقرب الہی کی نیت سے کی جاتی ہے جب کہ ٹیکس میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ یہ تو محض ایک سماجی جبر واکراہ ہے

۲] زکاۃ ایک حق ہے جسے شریعت نے متعین کیا ہے جب کہ ٹیکس کا معاملہ ایسا

نہیں ہے، حاکم اس کی تعیین کرتا ہے، اپنی مصلحت کا اعتبار کرتے ہوئے حالات وظروف کی رعایت کرتے ہوئے اس میں تبدیلی [کمی وزیادتی] کرتا رہتا ہے

٣] زکاۃ کو ان شرعی مصاریف میں بانٹا جاتا ہے جن کو اللہ نے محدد کیا ہے اور جاں تک رہی بات ٹیکس کی تو یہ گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کی جاتی ہے اور حکومت کے مختلف فنڈوں میں اسے خرچ کیا جاتا ہے

٤] زکاۃ یہ فریضہ باقی رہنے والا ہے جب تک کہ روئے زمین کے اوپر اسلام اور مسلمان باقی ہیں جب کہ ٹیکس کو دوام وبقا حاصل نہیں ہے [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۵۷]

<u>کیا ٹیکس کی ادائیگی زکاۃ سے بے نیاز کردے گی [ٹیکس ادا کردینے کی صورت میں کیا زکاۃ نہیں دینا ہوگا؟]</u>

زکاۃ اور ٹیکس کے بیچ گزشتہ تقسیمات کی رو سے واضح تو یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی صورت میں ٹیکس کی ادائیگی زکاۃ سے بے نیاز نہیں کرے گی، کیونکہ اگر ہم

نے اس کے اوپر کفایت کا حکم لگا دیا تو معنیٰ یہ ہوا کہ ہم نے زکاۃ جیسے رکن پر سزائے موت نافذ کردی، لہٰذا مطلق طور پر یہ جائز نہیں کہ ٹیکس زکاۃ کے قائم مقام ہوسکے کیونکہ زکاۃ کو اس کے صرف خاص فنڈوں میں ہی خرچ کرنا ہے اور یہ زکاۃ اپنی محصولی اور فرضیت اور یہ کن پر واجب ہے وغیرہ وغیرہ ان سبھی امور میں خاص قیود کی پابند ہے.

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ٹیکس زکاۃ کے قائم مقام نہیں ہوسکتا، یہی اہل علم محققین کی رائے ہے [فتاوی ابن تیمیۃ [۲۵/۹۳] موجز من فقہ العبادات محمد الحسینی ص ۶۵ فقہ الزکاۃ للقرضاوی[۲/ ۱۱۱۹] کیونکہ زکاۃ اللہ کی شریعت سازی ہے اور ٹیکس انسان کی طرف سے بنایا ہوا نظام ہے.

زکاۃ کی شرطیں

۱] اسلام ۲] مکلّف ہونا ۳] حریت ۴] نیت

زکاۃ کی وہ شرطیں جن کا تعلق فی نفسہ مال سے ہے

۱] مال مکمل طور پر ملکیت میں ہونا

۲] مال میں افزائش کا ہوتے رہنا

۳] مال کا نصاب تک پہونچ جانا

۴] مال کے اوپر ایک برس کی مدت کا گزر جانا

۵] مال بنیادی ضروریات سے زائد ہو [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ٦٣]

زکاۃ ادا نہ کرنے والا کا حکم

زکاۃ نہ ادا کرنے والے کی دو حالتیں ہوسکتی ہیں

ایک تو یہ کہ یہ شخص زکاۃ کے وجوب وفرضیت کا منکر ہو اور اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں

پہلی صورت یہ کہ یہ شخص نومسلم ہو یا پھر دیہاتی باشندہ ہو تو اس شخص کے اوپر بغیر حجت قائم کئے ہوئے کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، بلکہ اس کو اس کے وجوب کے متعلق خبردار کیا جائیگا پھر جبراً اس سے زکاۃ وصول کی جائے گی ،اب اگر یہ سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا جائیگا اور جب تک زکاۃ صول نہیں کر لی جاتی اس وقت

تک اس سے قتال کیا جائیگا.

دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ یہ شخص اسلامی حکومت میں رہتا ہواور زکاۃ کا معاملہ اس سے مخفی نہ ہوتو ایسی صورت میں اس شخص سے زکاۃ نہ ادا کرنے پر قتال کیا جائے گا اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جائے گا.

دوسری حالت یہ ہے کہ ایک شخص بخالت کے طور پر زکاۃ نہیں ادا کرر ہا ہے جب کہ وہ اس کی فرضیت کا اعتراف کرر ہا ہے.

تو ایسے شخص کے اوپر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائیگا، بلکہ جبری طور پر اس سے زکاۃ وصول کرلی جائیگی اور حاکم اپنی صوابدید سے اسے سزا دے گا، یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب امام عادل ہواور زکاۃ کو اس کے شرعی فنڈوں میں خرچ کرتا ہواور اتنی ہی زکاۃ لیتا ہو جتنی زکاۃ اس کے اوپر واجب ہوئی ہے، ورنہ اگر امام ظالم ہے تو اسے سزا نہیں دی جائے گی مگر زکاۃ وصول کرلی جائیگی

[المغنی [٢/ ٤٣٥] کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ٧٥، ٧٦]

کن چیزوں میں زکٰوۃ واجب ہے؟

زکاۃ چار چیزوں میں واجب ہوتی ہے

ا] سونے اور چاندی میں اور ان چیزوں میں جوان کے قائم مقام ہیں

سونے کی زکاۃ کے متعلق شرط یہ ہے کہ اس پر ایک برس کا عرصہ گزر چکا ہو مال، نصاب کو پہونچ رہا ہو سونے کا نصاب بیس دینار ہے، اور اس میں ڈھائی فیصد زکٰوۃ واجب ہے، لہٰذا ہر بیس دینار میں نصف دینار زکاۃ ہے، اور اسی حساب سے کم وبیش دیناروں میں زکاۃ واجب ہے.

اور میرے نزدیک متحقق ہے کہ بیس دینار ۷۰ گرام سونے کے برابر ہے، لہٰذا اس میں زکاۃ پونے دو گرام زکاۃ نکالنی واجب ہے.

چاندی

چاندی کی شرط یہ ہے کہ اس پر ایک سال کی مدت گزر چکی ہو اور وہ نصاب کو پہونچ رہا ہو، اور اس کا نصاب پانچ اوقیہ ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا

ہوتا ہے ،لہٰذا اس کا نصاب دوسو درہم ٹھہرا اور اس میں سونے کی طرح واجب ہے ،یعنی دوسو درہم میں پانچ درہم ہے اور اسی طرح کم و بیش دیناروں میں زکاۃ واجب ہے.

یہ میرے نزدیک متحقق ہے کہ چاندی کا نصاب گرام کے اعتبار سے ۴۶۰ گرام ہے اوراس میں ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ ہے اور یہ ڈھائی فیصد ساڑھے گیارہ گرام کے مساوی ہے.

<u>بروقت رائج شدہ سکوں کے ذریعہ سونے وچاندی کی زکاۃ نکالنا</u>

اگرکسی مسلمان کے پاس سونے وچاندی ہوں اوروہ اس کی زکاۃ رائج کرنسی کے ذریعہ نکالنا چاہتا ہوتو اسے مندرجہ ذیل امور بجالانے ہوں گے

۱] اس کے اوپر زکوٰۃ واجب ہوتے وقت وہ اس سے سونے وچاندی کے گرام کی قیم تدریافت کرے

۲] جتنا گرام سونا وچاندی اس کے پاس ہے اس میں سے ڈھائی فیصد کی قیمت نکالے.

رائج کرنسی کا نصاب

بعض لوگ یہ سمجھتے ہوں گے کہ جس کے پاس سونے و چاندی نہیں ہے اسے زکوٰۃ نہیں دینی ہے کیونکہ شرعی نصوص اسی سے متعلق وارد ہیں، ہم اس سے کہیں گے کہ یہ خیال غلط ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کے پاس ۷۰ گرام سونا یا ۴۶۰ گرام چاندی کے برابر مال ہے اس کے اوپر زکوٰۃ واجب ہے، لہٰذا وہ زکوٰۃ نکالے گا یعنی جتنے پیسے اس کے پاس ہیں ان میں ہر سو میں اس کے اوپر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہے.

۲] چوپایوں کی زکوٰۃ

اس سے چرنے والے جانور اونٹ گائے اور بکریاں مراد لی جاتی ہیں.

چوپایوں کی زکاۃ کی شرطیں

۱] یہ جانور نصاب کو پہونچتے ہوں، اونٹ کا نصاب پانچ ،بکری کا نصاب چالیس اور گائے کا نصاب تیس ہے، اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے

۲] مالک کی ملکیت میں رہتے ہوئے ان جانوروں کے اوپر ایک برس گزر

چکا ہو

۳] جانور چر کر پیٹ بھرنے والے ہوں یعنی سال کے اکثر دنوں میں چر کر شکم سیر ہوتے ہوں

۴] یہ کام کرنے کے لئے نہ رکھے گئے ہوں یعنی ان کا مالک ان سے کھیتی وغیرہ کا کام نہ لیتا ہو [کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۸۱]

۳] سامان تجارت

تعریف: اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جس کو فائدہ کی غرض سے خریدے اور بیچے جانے کے لئے تیار کئے گئے ہوں

سامان تجارت کی شرطیں

۱] ان سامانوں پر مکمل ملکیت ہو

۲] سامان تجارت نصاب کو پہونچتے ہوں اور اس کا اندازہ سونے و چاندی میں سے کسی ایک سے لگایا جائے گا

۳] ان سامانوں پر ایک برس گزر چکا ہو

سامان تجارت میں واجبی مقدار

اس میں ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالنا واجب ہے

سامان تجارت کی قسمیں

تجارتی سامان دو قسم کے ہیں

[١] رائج سامان تجارت جو کہ فروخت کئے جاتے ہیں اور جن کی قیمت کے چڑھ جانے کا انتظار نہیں کیا جاتا ہے

[٢] غیر رائج سامان تجارت: جن سامانوں کے بھاؤ چڑھ جانے کا انتظار کیا جاتا ہے

اب اگر یہ چلتے پھرتے سامان ہیں تو ان میں زکوٰۃ گزشتہ معلومات کی روشنی میں نکالی جائے گی، اور اگر یہ اس کے برعکس ہیں تو انکی زکوٰۃ ایک سال تک کے لئے اسے فروخت کئے جانے والے دن نکالی جائیگی اگرچہ بھاؤ چڑھ جانے کے انتظار میں اس کے یہاں کئی برس تک رہ گئے ہوں.

۴] کھیتیوں اور پھلوں میں زکوٰۃ

گیہوں، جو، کشمش، کھجور میں زکوٰۃ واجب ہے اور ان چاروں کے علاوہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور اہل علم ان چار کے علاوہ میں بھی زکوٰۃ کو واجب قرار دیتے ہیں.

اور ہمارا خیال اس تعلق سے یہ ہے کہ جن کی ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے ان میں زکوٰۃ ہے، اور جن کو ذخیرہ نہ کیا جاتا ہو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے.

[کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ۹۷].

کھیتیوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا نصاب

ان کا نصاب پانچ وسق یا اس سے زائد ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے ،اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے اور یہ ۶۷۵ کیلو گرام کے مساوی ہے [مسلم ۲/ ۶۷]

اناج اور پھلوں کی زکاۃ کے متعلق تنبیہ

۱] دانہ اور پھل کی شرط یہ ہے کہ وہ پک چکے ہوں یعنی پھل زرد پڑ چکا ہو یا

سرخ ہو چکا ہواور دانہ جدا ہو چکا ہواور انگور اور زیتون عمدہ ہو چکے ہوں

۲] اگر یہ اناج اور پھل بغیر کسی مشقت کے زمین کے پانی سے سیراب کئے گئے ہوں، یا ان کو نہروں اور چشموں کے پانی سے سینچا گیا ہو تو ان میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے، اور اگر ان کو مشقت کے ساتھ جیسے ڈول یا رہٹ وغیرہ کے ذریعہ سینچا گیا ہو تو ان میں زکوٰۃ بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس کھیتی کو آسمان کی بارش، یا چشمے سیراب کریں، یا ان کی سیرابی [سینچائی] ہوئی ہو تو ان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور جن کو رہٹ کے ذریعہ سینچا گیا ہو ان کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے [البخاری ۲/۱۰۷]

۳] جن کی سیرابی کبھی بارش کے پانی سے اور کبھی کسی اور طریقہ سے کی گئی ہو تو ان میں دسویں اور بیسویں حصہ کے بیچ کی زکوٰۃ واجب ہے [المغنی ۲/۵۵۹]

زکوٰۃ کے متعلق عام مسائل

پہلا مسئلہ

جس نے کسی غیر تنگ دست کو قرض دیا وہ قرض وصول کرنے پر گزشتہ سبھی سالوں کی زکاۃ نکالے گا جب کہ بہتر ہے کہ وصولنے سے پہلے ہی ان کی زکاۃ نکال دے اور اگر اس نے کسی تنگ دست کو قرض دیا تھا تو سال گزر جانے پر اور اس مال کے وصول ہو جانے پر ایک ہی سال کی زکاۃ نکالے گا

[مختصر الفقہ الاسلامی ص ۷۹]

دوسرا مسئلہ

وہ اوقاف جن کا دار و مدار عموماً رفاہ عامہ کے امور سے ہے جیسے مدرسے ارو مسجدیں وغیرہ تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے

تیسرا مسئلہ

گھر گاڑیاں اور اس قسم کے دیگر ایسے سامان جن کو تجارت کی خاطر تیار کیا گیا ہے سال گزر جانے پر ان کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے گا اور ڈھائی فیصد کے

حساب سے ان کی زکاۃ نکالی جائے گی اور اگر ان کو کرایہ کے لئے رکھا گیا ہے تو سال گزر جانے پر صرف کرایہ کے اوپر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی. [المصدر السابق ص ۷۹]

چوتھا مسئلہ

ظاہری مالوں میں قرض کا ہونا زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے [المصدر السابق ص ۷۹]

پانچواں مسئلہ

جو شخص اپنی زکوٰۃ نکالنے سے قبل ہی وفات پا گیا تو اس کے ورثہ اس کا ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے ہی اس سے زکوٰۃ نکالیں گے [المغنی ۲/ ۴۶۶]

چھٹا مسئلہ

جس کے پاس کچھ سونا ہے اور وہ نصاب کو پہونچا ہوا نہیں ہے، ایسے ہی کچھ چاندی ہے جو نصاب کو نہیں پہونچی ہے تو ان دونوں کو آپس میں ملائے گا اگر یہ نصاب کو پہونچ جاتے ہیں، تو ان میں سے ہر ایک کی زکوٰۃ اسی کے حساب

سے نکالے گا، جس طرح کہ دونوں میں سے کسی ایک ہی کے نکال دینے زکوٰۃ کفایت کر جائے گی، اور ایک قول ہے کہ دونوں کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور یہ رائے ہمارے شیخ محمد بن صالح العثیمین کی ہے [المغنی ۲/۶۰۳، ۶۰۴] الممتع فی شرح زاد المستقنع [۶/ ۱۰۷، ۱۰۸]

ساتواں مسئلہ

رکاز کے متعلق ہے، یہاں رکاز سے مراد جاہلیت میں دفن کئے گئے اموال ہیں، لہٰذا جس شخص کو اپنے گھر میں زمانہ جاہلیت میں دفن کئے گئے مالوں میں سے مال حاصل ہو، اس پر واجب ہے کہ اس کا پانچواں حصہ فقیروں و مسکینوں کو زکوٰۃ میں دے [المغنی ۲/ ۵۸۵] کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ رکاز میں پانچواں حصہ ہے [اخرجہ البخاری [۱۴۴۹] فی الزکاۃ باب فی الرکاز الخمس

]

آٹھواں مسئلہ

کیا رکاز میں نصاب تک پہونچنے یا سال گزرنے کی شرط ہے؟

دلائل سے جس بات کی تقویت ہوتی ہے اس اعتبار سے صحیح قول یہ ہے کہ تمام زکوات کی مانند نصاب کا اعتبار کیا جائے گا اور سال گزرنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا، کیونکہ یہ ایک ہی وقت میں فراہم ہوئے ہیں تو یہ گویا کھیتیوں اور پھلوں کی مانند ٹھہرے [المغنی ۲/۶۰۴]

نواں مسئلہ

شیرزاور سندات میں زکوٰۃ

شیرزاور سندات کسے کہا جاتا ہے؟

شیرز کا مطلب وہ مالی حقوق ہیں جس میں لوگوں کی ملکیت کمپنیوں کے تحت ہوتی ہے اور یہ لوگ ان کمپنیوں کے نفع سے فائدہ اٹھاتے ہیں.

سندات کا مطلب وہ عہد نامہ ہے جو مخصوص جہت سے اس نیت سے تحریر کی جاتی ہے کہ فلاں مخصوص تاریخ میں قرضہ کی متعینہ مقدار متوقع فائدہ کے نتیجہ میں ادا کی جائے.

شیئرزاورسندات کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے؟

شیئرز کی زکوٰۃ

شیئرز کا معاملہ کرنے والے کو دو اختیارات حاصل ہیں

۱] اسے اختیار ہے کہ وہ ہر سال اپنی اصل پونجی کی زکوٰۃ نکالے، اور جب اسے فائدہ ملے تو گزشتہ سالوں یا صرف ایک سال گزشتہ کی زکوٰۃ نکالے، اہل علم کا اس تعلق سے اختلاف ہے.

۲] ہر سال کے شروع میں اپنے شیئرز کی قیمت کے بارے میں اس کمپنی ہولڈر سے پوچھے جس میں اس نے شرکت کی ہے، یا تجربہ کاروں سے اس کی بابت پوچھے اور جیسا یہ لوگ کہیں اس کے حساب سے ان کی زکوٰۃ نکالے ،خواہ اسے فائدہ ہوا ہو یا نقصان ہوا ہو.

اور ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کی مانند ہے جو کہ

[کتاب الزکوٰۃ للمؤلف ص۱۰۶]

سندات کی زکوٰۃ

ہم بتا چکے ہیں کہ سندات کا مطلب وہ قرضے ہیں جنہیں تاخیر سے چکایا جاتا ہے اس کا اعتبار کرتے ہوئے ان کی زکوٰۃ قرض کے زکوٰۃ کی طرح ہوگی، یعنی اگر اس نے یہ قرضے کسی خوش حال کو دے رکھے ہیں تو سال گزر جانے پر ان کی زکوٰۃ اپنے پاس موجود مالوں کی طرح نکال دے گا، اور اگر اس نے یہ قرضے تنگدستوں کو دے رکھے ہیں تو ان کی وصولی ہو جانے پر تمام گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ، یا دوسرے قول کے حساب سے صرف اک سل کی زکوٰۃ نکالے گا.

دسواں مسئلہ: مال مستفاد کے متعلق

اس سے مراد وہ مال ہیں جو کسی تجارت کے نفع یا کسی جانور کی افزائش کے نتیجہ میں حاصل کئے گئے ہوں تو ایسا شخص اس کی اصل میں زکوٰۃ نکالے گا اور اس میں سال کے گزر کا اعتبار نہ کرے گا.

اور اگر مال مستفاد کا تعلق تجارتی نفع یا افزائش نسل سے نہیں ہے تو کامل

نصاب تک پہونچنے تک انتظار کرے گا، پھر زکوٰۃ نکالے گا، لہٰذا جس کسی کو مال عطا کیا گیا، یا اسے وراثت میں وہ مال ملا تو اس پر حولانِ حول ہونے سے قبل زکوٰۃ نہیں ہے.

گیارہواں مسئلہ

کیا فوری طور پر زکوٰۃ نکالنی واجب ہے؟

راجح قول یہی ہے کہ فوری طور پر نکالنی واجب ہے، جب یہ نصاب کو پہونچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس کا فوری طور پر نکالنا واجب ہے، کیونکہ اوامر میں اصل فوریت ہے.

مگر ایک دوسری بات یہ ہے کہ اسے کسی مصلحت کے پیش نظر مؤخر کرنا جائز ہے ہاں البتہ اس میں کسی قسم کا ضرر نہ ہو مثال کے طور پر رمضان میں زکوٰۃ کثرت سے نکالی جاتی ہے اور اکثر فقراء مالدار بن جاتے ہیں، لیکن اگر رمضان سردی کے دنوں میں نہیں پڑا تو اس میں زکوٰۃ نکالنے والے کم ہوا کرتے ہیں جب کہ فقیروں کو اس کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے، اسی بنیاد پر

کسی مصلحت کے پیش نظر اس کو تاخیر سے نکالنا جائز ہے، ہاں مگر واضح رہے کہ اس کے لئے دو شرطیں ہیں

۱] اپنے مال میں سے اس کی وضاحت کرے

۲] اس کے لئے کوئی دستاویز تیار کرے جس میں اس کی وضاحت ہو

اور زکوٰۃ کے مستحقین کی معرفت کی خاطر بھی زکوٰۃ کو تاخیر سے نکالنا جائز ہے تاکہ ہمارے اس موجودہ دور میں امانت ضائع نہ ہو [الممتع فی شرح زاد المستقنع [۶/۱۸۹،۱۹۰]

زکوٰۃ کے مصارف

مصارف زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ جن کے لئے خرچ کی جاتی ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے اس کے مستحقین کون ہیں.

اور اللہ تعالیٰ نے اس کے مستحقین کی وضاحت فرمائی ہے اور اسے صرف آٹھ مصارف میں خاص کیا ہے، جو کہ یہ ہیں

۱]فقراء ۲] مساکین ۳] زکوٰۃ کی وصولی کرنے والے ۴] جن کے دل

پر چائے جاتے ہوں ۵] گردن آزاد کرانے میں ٦] قرض دار ۷] اللہ کے راستہ میں ۸] مسافر

فقراء

فقیر سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، دوسرا قول یہ ہے کہ جس کے پاس تھوڑا مال ہو مگر گزرانِ معیشت کے لئے ناکافی ہو.

اور کفایت کے پیمانہ سے مراد تنہا ایک شخص کی کفایت نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد پورے اہل خانہ کی کفایت ہے اور کفایت کا مطلب صرف کھانا پینا رہائش اور لباس نہیں، بلکہ اس مراد بے نیازی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ کسی انسان کو شادی کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے پاس کھانے پینے پہننے اور رہائش بھر کا مال ہے، مگر مہر کی ادائیگی کے لئے مال نہیں ہے تو اسے زکوٰۃ دی جائے گی، اگر چہ یہ زیادہ مقدار میں ہی ہو[الممتع ٦ ۃ/٢٢٠]

فقیر کے متعلق مسئلہ

ایک ایسا شخص جو کمائی کرسکتا ہے مگر اس کے پاس مال نہیں ہے اور وہ طلبِ علم

کے لئے پورے طور پر فارغ ہونا چاہتا ہے تو کیا اسے زکوٰۃ دی جائے گی؟

جی ہاں! اسے زکوٰۃ دی جائے گی، کیونکہ طلب علم کا تعلق جہاد فی سبیل اللہ سے ہے [الروض المربع مع حاشیۃ ابن قاسم ۳/۳۱۰ الاختیارات لابن تیمیۃ ص ۱۰۵]

مساکین

مسکین سے مراد وہ شخص ہے جس کا معاملہ فقیر سے کم تر ہو مگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی گزران معیشت کے لئے کافی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اس کی وضاحت فرمائی کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے یہاں در در بھٹکتا ہے اور اسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں واپس کر دیتی ہیں، مگر مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس بے نیاز کر دینے والا مال نہ ہو اور اسے سمجھا نہ جا سکے کہ اس کے اوپر صدقہ کیا جا سکے اور وہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کیا کرتا [رواہ البخاری ۲/۵۳۱ و مسلم باب الزکاۃ ۳۴/۱۱۲]

زکوۃ کی وصولی کرنے والے

اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کو امام صدقہ کی وصولی کے لئے روانہ کرتا ہے ،لہٰذا ان کو اور ان کے معاونین کو ان کی روانگی کے وقت سے لے کر ان کی واپسی تک کے وقت کے لئے اتنا دیا جائے جو ان کو کفایت کر جائے، ان کو ان کے کام کی مزدوری دی جائے، اگر چہ یہ مالدار ہوں اور ضرورت مند نہ ہوں.

جن کے دل پر چائے جاتے ہوں

اس سے مراد وہ سرداران ہیں جن کے قبیلوں میں ان کی بات مانی جاتی ہے لہٰذا تین امور کے پیش نظر ان کے دل پر جائے جاتے ہیں.

۱] اگر کافر ہے اور اس کے مشرف باسلام ہونے کی امید ہے اگر اس کے اسلام لانے کی امید نہ ہو تو اسے زکوۃ نہ دی جائے اور اسلام لانے والے کی پہچان کچھ قرائن کے پیش نظر کی جاسکتی ہے، ہمیں جاننا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی جانب مائل ہو رہا ہے یا یہ کہ وہ کتابوں وغیرہ کا مطالبہ کر رہا ہے

۲] اس کی شرارتوں سے باز آنے کی امید ہو یعنی وہ مسلمانوں کے خلاف اور ان کی عزت و مال کے خلاف شرانگیزیاں کرتا ہو تو اسے زکوٰۃ دی جائے گی کہ وہ فتنہ وفساد سے باز آجائے

۳] اس کو زکوٰۃ دینے سے اس کی قوتِ ایمانی کی امید ہو مثلاً یہ کہ کوئی شخص کمزور عقیدہ کا ہو اور بعض واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہو تو اسے زکوٰۃ دی جائے گی، تا کہ اس کا ایمان مضبوط ہو سکے

گردن چھڑانے میں

اور اس کی مندرجہ ذیل قسمیں ہو سکتی ہیں

۱] مکاتب اور ان سے مراد وہ غلام ہیں جنہوں نے اپنے آقاؤں سے اپنا معاملہ کیا ہوا ہے تو ان کو زکوٰۃ دی جائے گی تا کہ وہ اس کے بعد آزاد ہو سکے

۲] یہ کہ وہ مسلمان ہو اور اعدائے اسلام کے ہاتھوں میں قیدی ہو تو اسے زکوٰۃ دی جائے گی تا کہ وہ آزاد ہو سکے

۳] یہ کہ وہ رقیق ہو تو اسے اس نیت سے خرید لیا جائے کہ اس کی گردن آزاد

کرائی جائے

<u>قرض دار</u>

اس سے مراد وہ قرض دار ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت کے علاوہ امور میں قرض دار ہو چکا ہے اور اس سے اس کے قرضوں کی ادائیگی نہیں ہو پا رہی ہے تو اسے اتنی زکوٰۃ دی جائے گی جس سے وہ اپنا قرض چکا سکے.

اور قرض دار دو طرح کے ہوتے ہیں

ا] صلح صفائی کے لئے کوئی قرض دار ہوا ہو، وہ اس طرح کہ دو جماعتیں آپس میں دست بگریباں تھیں تو اس نے ان دونوں کے بیچ صلح کرا دی، اور یہ صلح و اصلاح مال خرچ کئے بغیر نہیں ہو سکتی تھی تو وہ کہے کہ صلح کی شرط کے ساتھ میں تم دونوں میں سے ہر ایک کو اتنا مال دینے کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں اور وہ اس پر ہاں کہہ دیں تو ایسے شخص کو اتنی زکوٰۃ دی جائیگی جس سے وہ عداوت کا ازالہ کر سکے اگر چہ یہ شخص فی نفسہٖ مالدار ہی کیوں نہ ہو.

۲] وہ خود فقیر ہو یعنی اسے فقر و فاقہ کی بنا پر قرض لیا ہو تو یہاں اس کی فقیری اس قرض کی ادائیگی سے مانع ہے اگرچہ اس کے پاس اتنا مال ہے جس سے اس کا اور اس کے اہل خانہ کا کام چل رہا ہے.

مسئلہ

زکاۃ کی نیت سے فقیر قرض دار کو بری کرنا

اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی فقیر شخص کو قرض دیا اور اس نے جتنا قرض دیا ہے اتنی ہی زکوٰۃ اس کے اوپر واجب قرار پا رہی تھی اب اگر وہ زکوٰۃ کی نیت سے وہ قرض قرض دار کو دیا ہے تو کیا اسے زکوٰۃ نہیں نکالنی پڑے گی؟

صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے اور یہ ناکافی ہے، کیونکہ زکوٰۃ میں لین دین ہوا کرتا ہے اور زکوٰۃ کا درجہ یہ ہے کہ پاکیزہ مال میں سے خبیث مال کو نکال دیا جائے.

فی سبیل اللہ [اللہ کے راستہ] میں

اس سے غازی اوران کے سازوسامان اور ہروہ چیز ہے جن سے ان کو اللہ کے راستہ میں یعنی جہاد میں مدد مل سکے تو ان کو زکوٰۃ دی جائے گی.

اور کچھ اہل علم نے رفاہ عامہ کی خاطر کئے جانے والے اعمال کو فی سبیل اللہ کے مصرف میں شمار کیا ہے، جب کہ یہ بات محلِ نظر ہے، کیونکہ اگر یہ چیز درست ہوتی تو قرآن کریم نے اس کی وضاحت کی ہوتی اور نبی کریم کی سنت نے اسے بیان کیا ہوتا، لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ یہ چیز اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ اور ہراس چیز کے ساتھ خاص ہے جس سے جہاد فی سبیل اللہ میں مدد مل سکتی ہو اوراس کے علاوہ امور میں اس کا دینا جائز نہیں ہے [الممتع ٦/ ٢٤١، ٢٤٢ کتاب الزکاۃ للمؤلف ص ١١٥]

مسافر

ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو چکا ہو اوراس کے پاس اتنا کچھ نہ ہو جس سے وہ اپنی منزل کو پہونچ سکے اگر چہ یہ اپنے ملک میں

مالدار ہی کیوں نہ ہو، تو اسے بھی اتنی زکاۃ دی جائے گی جس سے اس کی ضرورت کی تکمیل ہو سکے، کیونکہ اس کا زادِراہ ختم ہو چکا ہے اور اسے اس کے سفر میں اس کی ضرورت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ یہ سفر مباح ہو، کیونکہ سفرِ معصیت میں برائی کو ہوا ملتی ہے.

جن کو زکاۃ دینی جائز نہیں ہے

١] مالدار حضرات

٢] کفار کیونکہ ان کو زکاۃ دینے کا مطلب ان کے کفر اور اسی پر ان کو ثابت قدم رکھنے کی اعانت پائی جاتی ہے

٣] جس کے نفقہ کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے جیسے بیوی اور ماں باپ اور دادا و دادی وغیرہ ایسے ہی بیٹے پوتے اور پڑپوتے وغیرہ..

٤] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے اور اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صرف بنو ہاشم ہیں.

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ صدقہ فطر مسلمانوں کے اوپر فرض عین ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک صاع کھجو، ریا ایک صاع جو غلام و آزاد اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کے اوپر صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے [بخاری ٢/١٣٨] مسلم ٣/٦٨]

صدقہ فطر کی مشروعیت کی حکمت

١] اس میں فقیروں کے اوپر احسان ہے اور عید کے دنوں میں ان کو مانگنے سے محفوظ رکھنا ہے، تا کہ یہ بھی مالداروں کے ساتھ ان کے فرحت وانبساط میں شریک ہوسکیں

٢] اس سے روزہ دار کی ان چیزں سے پاکی ہے جو اسے اس کے روزہ کی حالت میں کمی ولغواور گناہ واقع ہوتا ہے

صدقہ فطر کے نکالنے کا وقت

عید کی رات آنے پر صدقہ فطر کا نکالنا واجب ہے اور اس کے نکالنے کے دو اوقات ہیں وقت جواز اور وقت واجب

جہاں تک وقتِ جواز کی بات ہے، تو یہ ہے کہ اسے عید کے ایک یا دو دن قبل نکالا جا سکتا ہے، اور جہاں تک اس کے وقت فضیلت کی بات ہے، تو یہ ہے کہ اسے عید کے دن فجر کی نماز کے بعد سے لے کر نماز عید کے پہلے پہلے تک نکالا جا سکتا ہے.

صدقہ فطر کے مصارف [فنڈ]

صدقہ فطر فقیروں اور مسکینوں کو دی جاتی ہے، مگر کیا یہ صرف اسی شہر کے ساتھ خاص ہے جہاں یہ صدقہ فطر نکالا جا رہا ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کی عام مصلحتوں کی تکمیل کے پیشِ نظر منتقل کیا جا سکتا ہے.

کیا صدقہ فطر میں قیمت نکالی جا سکتی ہے؟

صحیح یہ ہے کہ صدقہ فطر میں قیمت کا نکالنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک

عبادت ہے جو معین جنس سے ہی فرض کی گئی ہے، لہٰذا اسے اس کی جنس کے علاوہ سے نکالنا جائز نہیں ہے.

[مجالس شہر رمضان للشیخ محمد بن عثیمین ص ۲۲۸]

روزہ

اللہ تعالیٰ نے روزہ کومشروع قرار دیا ہے اور اسے اسلام کا چوتھا رکن قرار دیا ہے اور قرآن وسنت کے بہت سارے نصوص وارد ہیں جن سے اس کے احکام کی وضاحت اور اس کے معالم کی ترجمانی خوب بہتر انداز میں ہوتی ہے اور مندرجہ ذیل صفحات میں ہم اس گوشہ کو بیان کریں گے جس کا تعلق روزوں سے ہے.

صیام کی لغوی تعریف

لغت میں صوم کہا جاتا ہے کسی چیز کے کرنے سے باز آجانے اور رکنے کو اور مریم کی کہانی میں اللہ تعالیٰ کے قول کا تعلق اسی سے ہے ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا﴾ [مريم : ٢٦]

ترجمہ: میں نے اللہ رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی.

اہل لغت کہتے ہیں [انظر القاموس المحيط لسان العرب مادة صوم] صام صوما و

صیاماً جس کا مطلب ہوتا ہے کہ فلاں شخص کھانے پینے اور نکاح [جماع] سے باز رہا اور اسی سے گھوڑے کے تعلق سے کہا جاتا ہے، صائم یہاں اس کا مطلب ہوتا ہے کہ گھوڑا چارہ سے باز رہا.

صیام کی اصطلاحی تعریف

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر مخصوص شخص کا مخصوص زمانہ میں مخصوص شرطوں کے ساتھ مخصوص چیزوں سے باز رہنا

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے؛

﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ﴾[البقرة:۱۸۷]

ترجمہ: تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو.

لہٰذا روزہ اسی صورت میں صحیح مانا جا سکتا ہے جب اس کے لئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک مخصوص شرطوں کے ساتھ رکے رہنے کی نیت کی جائے.

اسلام میں روزہ کا مقام ومرتبہ

۱]روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، اور یہ ایک افضل ترین عبادت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے لئے خاص فرمایا ہے تو حدیث قدسی میں فرمایا: ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے یہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ تو میں ہی دوں گا [البخاری ۲۲/۳] مسلم [۱۵۷/۳]

۲]روزہ بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ایک راز ہے جس میں مومن کے دل میں سچی نگرانی کا عنصر رہنمائی کررہا ہوتا ہے، کیونکہ کسی بھی صورت میں اس میں ریاکاری کے درآنے کا امکان نہیں رہتا، اس روزہ سے مومن کے دل میں اللہ کی نگرانی وخشیت کی افزائش ہوتی ہے، اور یہ اتنا اہم مقصد اور پائے درجہ کا ہدف ہے جسے حاصل کرنے سے بہت سارے لوگوں کی خواہشات چوک جاتی ہیں [کتاب الصیام للمؤلف ص ۱۴]

۳]یہ روزہ امت کو انتظام واتحاد اور عدل ومساوات سے محبت کی عادت

ڈالتا ہے،مومنوں کے اندر رحم وانسانی اخلاق پیدا کرتا ہے،ایسے ہی سماج کو شر وفساد سے محفوظ رکھتا ہے

۴]روزہ سے مسلمان کو اپنے بھائی کی مصیبتوں کا احساس ہوتا ہے جس سے وہ فقیروں ومسکینوں کے اوپر خرچ کرنے کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کے بیچ محبت و بھائی چارگی کی تکمیل ہوتی ہے

۵]روزہ سے نفس پر کنٹرول کرنے اور ذمہ داری اٹھانے اور مشقتوں کو جھیلنے کی مشق ہوتی ہے

روزہ کے فضائل

ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں کہ مسلمان اپنے رب کے لئے جو بھی عبادتیں کرتا ہے، کوئی بھی عبادت فضائل سے خالی نہیں نماز و زکاۃ کے فضائل ہیں، ایسے ہی حج اور روزہ کے فضائل ہیں.

روزہ کے فضائل درج ذیل ہیں

۱]گناہ میں واقع ہونے سے انسان محفوظ رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ

بہت سا خیر اکٹھا کر لیتا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہوت ووہ جہالت و نادانی کے امور نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جھگڑے، یا اسے برا بھلا کہے تو روزہ دار شخص کہہ دے کہ میں تو روزہ سے ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے، روزہ دار میری وجہ سے اپنا کھنا پینا ترک کرتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے [البخاری ۳/۲۲] مسلم [۳/۱۵۷]

۲] اس روزہ سے خطائیں اور گناہ مٹائے جاتے ہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: نماز، روزہ اور صدقہ انسان کے اہل وعیال، مال اور اس کے پڑوسی کی مصیبتوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ [البخاری ۳/۲۲] مسلم [۳/۱۷۳]

۳] اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جنت میں ایک دروازہ خاص کیا ہے، سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے قیامت کے روز اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے دوسرا کوئی داخل نہیں ہوسکتا، ندا لگائی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ تو یہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ دوسرا کوئی اور داخل نہ ہوگا جب یہ داخل ہوچکے ہوں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا پھر اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوسکتا [البخاری ۳/۲۳] مسلم [۳/۱۵۷]

روزہ کے وجوب کی دلیل

رمضان کے روزے ارکان اسلام کا ایک رکن ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اہم فرائض میں سے ہیں، اور یہ چیز بدیہی طور پر معروف ہے، مسلمانوں کے یہاں اس پر اجماع ہے اور کتاب وسنت اور اجماع اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں.

کتاب [قرآن] سے اس کے وجوب کے دلائل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿یاایُّھا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ أَیَّاماً مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ أُخَرَ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہُ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْراً فَھُوَ خَیْرٌ لَہُ وَ أَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَکُم إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدَیً لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنَاتٍ مِنَ الْھُدیٰ وَالْفُرْقَانُ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضاً أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ أَیَّامٍ أُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُکْمِلُوْا الْعِدَّۃَ وَ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰہَ عَلَی مَا ھَدَاکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾ [البقرۃ ۱۸۳تا۱۸۵]

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں

پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم
میں سے جو شخص بیمار ہوی اسفر میں ہوتو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے اورا
س کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص نیکی
میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام
روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا
جو لوگوں کو ہدایت کرنے واا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز
کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے
ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے
اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی
پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس
کا شکر کرو.

سنت [حدیث] سے اس کے وجوب کے دلائل

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے شہادتین کی گواہی ،نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، روزہ رکھنا، استطاعت رکھنے والے کا خانہ کعبہ کا حج کرنا [البخاری ۱/ ۸] مسلم [۱/ ۳۴]

اجماع سے اس کے وجوب کے دلائل

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ روزہ ارکان اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی جانکاری یقینی طور پر ہر کسی کو ہے، بلکہ ان کا تو اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اس کے وجوب کا انکار کیا اس نے کفر کیا [انظر بدائع الصنائع ۲/ ۷۵ المجموع ٦/ ۲۴۸ المغنی ۴/ ۳۲۴]

روزہ کن کے اوپر واجب ہے؟

رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ ،مقیم اور قدرت رکھنے والے ہر اس مسلمان کے اوپر واجب ہے جس کے یہاں روزہ نہ رکھنے کا کوئی عذر نہ ہو.

ہمارے قول [ہر مسلمان کے اوپر] سے کافر خارج ہوگیا اس پر روزہ واجب نہیں اور نہ ہی اس کا روزہ رکھنا صحیح مانا جائیگا کیونکہ یہ عبادت کرنے کا اہل نہیں جب یہ اسلام لے آئے تو اسے اس کے اسلام لانے کے وقت روزے رکھنے ہوں گے اور گزشتہ روزوں کی قضا اسے نہیں کرنی ہوگی.

اور ہمارے قول [عاقل] سے اس کی ضد خارج ہوگئی جس سے مراد ہوش کھودینے والا ہے مثلاً مجنون اور پاگل ودیوانہ اور کھوسٹ شخص.

اور ہمارے قول [بالغ] سے وہ چھوٹا بچہ خارج ہوگیا جو ابھی بالغ نہ ہوا کیونکہ اس کے بالغ ہونے تک اس سے قلم اٹھالیا گیا ہے.

اور بلوغت مندرجہ ذیل تین امور میں کسی ایک کے پائے جانے سے حاصل ہوتی ہے

۱] احتلام یا کسی اوجہ سے منی کا خارج ہونا

۲] زیر ناف کے بالوں کا اگنا

۳] پندرہ برس کی عمر کو پہونچ جانا [الممتع فی شرح زاد المستقنع للشیخ محمد الصالح

العثیمین ٦/٣٣٢]

اور ہمارے قول [قدرت رکھنے والے] سے بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ پانے والا شخص خارج ہوگیا اس پر روزہ واجب نہیں ہے بلکہ یہ رمضان کے بعد اس کی قضا کرے گا اور عمر دراز شخص ہر روز کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا.

اور ہمارے قول [اس کے پاس اعذار نہ ہوں] سے حائضہ اور نفاس والی عورت خارج ہوگئی [انظر بدایۃ المجتہد ١/٢٧٤ بدائع الصنائع ٢/٣٧ السیل الجرار ٢/ ٣٠٨]

رمضان کے چاند کے متعلق کچھ مسائل

١] ماہ رمضان کا دخول کیسے ثابت ہوگا؟

ماہ رمضان کا دخول دو چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ثابت ہوگا

اس کے چاند کا نظر آجانا

شعبان کے تیس دنوں کا مکمل ہوجانا

۲] رمضان کا چاند دیکھنے کا اعتبار کیسے کیا جائیگا؟

رمضان کا چاند نظر آنے کا اعتبار ایک عادل کی گواہی سے اور رمضان کے نکلنے کا اعتبار دو عادل کی گواہی سے ہوگا اور چاند دیکھنے کی گواہی کی قبولیت کے لئے شرط یہ ہے کہ دیکھنے والا بالغ اور اقل ہو مسلمان ہو اس کی امانت اور اس کی نگاہ کی وجہ سے اس کی خبر کا اعتبار کیا جاتا ہو[کتاب الصیام للمؤلف ص ۴۷]

۳] شک والے دن کا روزہ

شک کے دن سے مراد شعبان کی انتیسویں تاریخ ہے جب اس تاریخ کو بدلی یا بارش یا کسی اور وجہ سے چاند دکھائی نہ دے.

اور اہل علم کے اقوال میں صحیح بات یہ ہے کہ بدلی اور بارش کی حالت میں افطار واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر بدلی چھا جائے تو اس کا اندازہ لگاؤ[البخاری ۳/۲۴] مسلم[۳/۱۲۲] اور آپ کا فرمان ہے: شعبان کے تیس روز پورے کرو[البخاری ۳/۲۴] مسلم[۳/۱۲۲]

روزہ توڑنے والے عذر کا بیان

۱] سفر اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ أُخَر ﴾

[البقرۃ:۱۸۴]

ترجمہ: لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے

مسافر کے روزہ توڑنے کے جواز میں یہ آیت ایک واضح نص ہے اور جن ایام میں اس نے افطار کئے ہیں اسے ان کی قضا کرنی ہے

۲] روزہ رکھنے سے کوئی شخص مکمل طور پر عاجز ہو اور اس کی کمزوری کے زائل ہونے کا امکان بالکل ہی ختم ہو چکا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ [التغابن:۱۶]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسَاً إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرۃ:۲۸۶]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا.
مگر جب کبھی بھی وہ روزہ توڑے اسے ہر روز کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا[تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۱۵ فتح القدیر ۱/ ۱۸۰]

۳] کوئی ایسا مریض جس کے مرض کی زائل ہونے کی امید ہو تو شریعت نے ایسے شخص کو روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے اور اس کے اوپر قضا کرنے کو واجب قرار دیا ہے.

اور اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں

پہلی صورت: روزہ رکھنے سے ایسے شخص کو کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو اور نہ ہی اس سے اس کو کوئی نقصان پہونچتا ہو تو اس کے اوپر روزہ رکھنا واجب ہے.

دوسری صورت: روزہ اس کے لئے دشوار ہورہا ہو مگر اس سے اس کو ضرر نہ لاحق ہوتا ہو تو افطار کرے گا اور روزہ رکھنا اس کے لئے موزوں نہیں، کیونکہ روزہ رکھنے کی صورت میں یہ شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی رخصت سے اعراض کررہا ہوگا اور اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کررہا ہوگا.

<u>تیسری صورت</u>: روزہ سے اس کو ضرر پہونچتا ہو تو اس پر روزہ توڑنا واجب ہے اور روزہ رکھنا اس کے لئے جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾[النساء: ۲۹]

ترجمہ:

۴] حائضہ اور نفاس والی عورت: حائضہ اور نفاس والی عورت کے اوپر روزہ توڑنا حرام ہے اگر یہ روزہ رکھتی ہیں تو ان کا روزہ درست نہ مانا جائیگا اور جن ایام میں اس نے روزے نہیں رکھے ہیں اسے ان کی قضا کرنی ہوگی[مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۵/۲۲۰]

جہاں تک اس کے روزہ نہ رکھنے کی دلیل ہے تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ عورت کے دین کی کمی نہیں ہے کہ جب وہ حیض سے ہوتی ہے تو وہ نماز روزے نہیں کرتی[رواہ البخاری:۳/۳۶]

اور جہاں تک اس کے اوپر قضا کے واجب ہونے کی دلیل ہے تو اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾ [البقرة:۱۸۵]

ترجمہ: تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض سے ہوا کرتی تھیں تو ہم کو روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا [صحیح البخاری مع فتح الباری ۱/۴۲۰]

۵] حاملہ اور مرضعہ اور اس کی تین شکلیں ہوسکتی ہیں

پہلی شکل: اگر ان دونوں کو اپنے اوپر اور اپنے بچوں کے اوپر اندیشہ ہو تو یہ افطار کریں گی اور قضا کریں گی، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے مسافر کے اوپر سے آدھا نماز روزہ معاف کر دیا ہے اور حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کے اوپر سے روزہ معاف کر دیا ہے [رواہ ابوداؤد ۱/ ۷۹۶ النسائی ۴/ ۱۹۰ الترمذی ۲/ ۱۰۹]

دوسری شکل: اگران دونوں کوصرف اپنے بچوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتو اہل علم کے صحیح قول کی روشنی میں قضا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو کفارہ بھی دینا ہوگا.

تیسری شکل: ان دونوں کوصرف اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہوتو یہ صرف قضا کریں گی اور اس کے علاوہ انہیں کچھ اورنہیں کرنا ہوگا[الممتع شرح زاد المستقنع ۶/۳۶۰،۳۶۱]

روزہ کوفاسد کرنے والے امور

روزہ ان مندجہ ذیل سات چیزوں کی وجہ سے فاسد ہو جاتا ہے

۱] جماع ۲] منی کا گرنا ۳] جان بوجھ کر کھانا پینا ۴] جو چیز کھانے پینے کے ہم مفہوم ہو مثلاً خون چڑھوانا جس سے کھانے پینے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور غذا بخش انجکشن ۵] جان بوجھ کر قے کرنا اور اگر قے غیر اختیاری طور پر ہوئی ہو تو اس سے روزہ کے اوپر کوئی فرق نہیں پڑتا ۶] حجامت [پونچھنا لگوانا] یہ کام جان بوجھ کر جسم سے خون نکلوانے کے لئے کیا جائے ۷] حیض

ونفاس کے خون کا نکلنا[انظر کتاب الصیام للمؤلف ص۹۹ تا ۱۰۸]

روزہ کے آداب

روزہ کے آداب کچھ واجب ہیں اور کچھ مستحب ہیں [انظر کتاب الصیام للمؤلف ص۱۳۰]

روزہ کے واجب آداب مندرجہ ذیل ہیں

۱]روزہ دار جھوٹ نہ بولے کیونکہ یہ ہر وقت حرام ہے اور روزہ کی حالت میں اس کی حرمت بڑھ جاتی ہے

۲]روزہ دار غیبت نہ کرے

۳]چغلخوری سے احتراز کرے یعنی دو لوگوں کے بیچ بگاڑ کی نیت سے باتوں کو نقل نہ کرے، یہ گناہ کبیرہ ہے

۴]خرید وفروخت وکرایہ اور صنعت کاری تمام معاملات میں دھوکہ سے اجتناب کرے

۵]روزہ دار جھوٹی گواہی سے پرہیز کرے کیونکہ یہ روزہ کے منافی ہے کیونکہ

آپصلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو پھر یہ حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کردے [اخرجہ البخاری ۳/۲۴]

روزہ کے مستحب آداب

۱]سحری کھانا: روزہ دار کا سحری کھانا مسنون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے [صحیح البخاری۲/۶۷] مسلم[۳/۱۳۰]

۲]سحری کھانے میں تاخیر کرنا یعنی دیری سے سحری کھانا: کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کی خاطر نکلے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے زید سے سوال کیا کہ سحری کھانے اور اذان کے بیچ کتنا فاصلہ تھا؟ جواب دیا کہ پچاس آیت کے بقدر[صحیح البخاری۳/۲۶] مسلم[۳/۱۳۱]

۳]افطار کرنے میں جلدی کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ وہ افطاری وقت پر کرتے رہیں گے [البخاری ۳/۳۳] مسلم [۳/۱۳۱]

۴]فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنا

۵]اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نگاہ کو جھکائے رکھنا، کیونکہ سبھی اعضاء کی مانند آنکھ کا بھی روزہ ہے اور اس کا روزہ حرام چیزوں سے نگاہ کو پست رکھنا ہے اور کچھ امور میں یہ عمل واجب اور کچھ امور میں مستحب ہے

٦] کثرت سے تلاوتِ قرآن، ذکر و دعا اور نماز و صدقہ کرنا [المحلی ٦/۵۴۱ المجموع ٦/ ۳۵۹ نیل الاوطار ۴/ ۱۰۷]

نماز تراویح

نماز تراویح مردوں اور عورتوں سبھی کے حق میں سنت ہے، اس کی ادائیگی نماز عشاء کے بعد کی جاتی ہے، اور اس کا وقت رات کے آخری پہر تک رہتا ہے، یہ نماز تنہا اور جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جب کہ اسے جماعت کے

ساتھ ادا کرنا بہتر ہے.

اس کی فضیلت کی دلیل آپ کا فرمان ہے: جس نے ایمان اور اجر کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے سبھی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں[البخاری ۳/ ۳۹] مسلم[۳/ ۱۷۷]

جہاں تک تراویح کے رکعات کی بات ہے تو اس بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ یہ گیارہ یا تیرہ رکعت ہے، اور یہ ہے کہ اس میں طویل قیام اور طویل رکوع اور سجدے کیئے جائیں، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ جب ان سے رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، آپ چار رکعت ادا کرتے تم ا ن کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر چار رکعت ادا کرتے ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر آپ تین رکعت پڑھتے [البخاری ۳/ ۴۰]

اور تیرہ رکعت کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہتے ہیں کہ رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعات ہوا کرتی تھی [البخاری ٢/٤٦] مسلم [٢/١٧٨]

نفلی روزے

اور اس سے مراد مندوب روزے ہیں جن کے استحباب کے متعلق نصوص وارد ہیں جو یہ ہیں

١] شوال کے چھ روزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس کا روزہ زمانہ کے روزہ کی مانند ہے [مسلم ١١٦٤]

٢] حاجیوں کو چھوڑ کر اور مسلمانوں کا عرفہ کے روز کا روزہ رکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عرفہ کے دن کا روزہ پچھلے اور اگلے ایک برس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے [مسلم ١١٦٢]

٣] عاشوراء کے دن کے روزہ کے ساتھ اس سے اگلے یا پچھلے ایک دن کا

روزہ رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عاشوراء کے دن کا روزہ پچھلے ایک سال کے گناہ کو مٹا دیتا ہے[مسلم ۱۱۳۴]

۴] ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا: اس کی فضیلت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ہر ماہ سے تین دن کا روزہ رکھنا پوری زندگی روزہ رکھنا ہے [البخاری ۴/۱۹۲] مسلم [۱۱۵۹]

۵] پیر [سوموار] اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پیر اور جمعرات کے روز اعمال پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا مجھے یہ بات پسند آتی ہے کہ جب میرے اعمال پیش کئے جائیں تو میں روزہ سے رہوں [الترمذی ۷۴۷]

شعبان اور محرم کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنا: آپ کا فرمان ہے: رمضان کے بعد سب سے بہتر روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے [البخاری ۴/۱۸۶] مسلم [۲/۸۱۱] اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی

کریم شعبان ماہ کے علاوہ کسی اور مہینہ میں کثرت کے ساتھ روزے نہیں رکھا کرتے تھے[البخاری ۳/۱۳] مسلم[۲/ ۸۲۶حدیث نمبر:۱۸۹]

نفلی روزوں کے فوائد

نفلی روزوں کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں

۱] یہ ان عبادات میں سے ایک ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا ہے کیونکہ رمضان کے بعد روزہ کی عادت ڈالنا عمل کی قبولیت کی علامت ہے ان شاء اللہ

۲] رمضان کے بعد کا روزہ بندے کا اللہ کا شکر بجا لانے کی علامت ہے کیونکہ ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنے سے پچھلے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اسی لئے شریعت نے اس نعمت کے عطیہ پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجالانے کے طور پر اس کے بعد روزے مشروع کئے ہیں.

۳] نفلی روزے رکھ کر ایک مسلمان اپنے رب سے یہ عہد و پیمان لیتا ہے کہ اطاعت کا موسم جاری وساری ہے اور پوری زندگی عبادت ہے

۴] نفلی روزہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے محبت کرنے اور اس کی دعا کے قبول کرنے اور اس کے گناہوں کو مٹانے کا سبب بنتا ہے

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے اجر وثواب میں اضافہ کرے اور اپنی رحمت سے ہمارے اوپر رحم فرمائے وہ سننے والا قریب اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے.

حج کا بیان

حج کی تعریف

مناسک حج [طواف وسعی اور وقوف عرفہ وغیرہ] کی ادائیگی کی نیت سے مخصوص وقت میں خانہ کعبہ کو جانا [انظر حاشیۃ ابن عابدین ۲/۴۵۴ حاشیۃ الدسوقی ۲/۲ الروض المربع ۳/۵۰۰]

حج کی مشروعیت کی اصل

کتاب وسنت کے نصوص اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے اوپر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے.

کتاب [قرآن] سے اس کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران:۹۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا

حج فرض کیا ہے

حدیث سے اس کی دلیل

عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے کہ اسلام کا دارو مدار پانچ چیزوں کے اوپر ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ذکر کیا[تخریج ہوچکی ہے]

ایسے ہی ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حج کو فرض کیا ہے تو حج کرو تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ! کیا ہر سال؟ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس نے تین بار یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ واجب ہو جاتا اور تم پھر اسے نہ کر پاتے[مسلم ۴/۱۰۲]

قرآن وحدیث کے دلائل اس کے متعلق بہت ہیں.

اور جہاں تک اجماع کی بات ہے تو بہت سارے اہل علم نے حج کی فرضیت پر اجماع نقل کیا ہے جن میں کاسانی نے بدائع الصنائع میں اور ابن قدامہ

نے المغنی میں اجماع کو نقل کیا ہے [بداءع الصنائع ۲/ ۱۱۸] المغنی ۵/ ٦]

حج کے فضائل

حج کے عظیم فضائل ہیں کتاب وسنت نے ان کی وضاحت کی ہے ہم فضائل حج کے متعلق وارد شدہ کچھ نصوص کا تذکرہ ذیل کی سطور میں کرر ہے ہیں

ا] حج گزشتہ شرک وکفر اور سبھی گناہوں اور خطاؤں کو مٹادیتا ہے

اس کی دلیل: عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا ، کہتے ہیں تو میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ اے عمرو! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں شرط رکھنا چاہتا ہوں، آپ نے کہا کس چیز کی شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے بخش دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ معلوم نہیں

کہ اسلام اپنے سے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت اپنے سے قبل کے گناہون کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے سے قبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے[مسلم ۱/۷۸]

۲] حاجی اپنے حج سے اس دن کی طرح واپس لوٹتا ہے جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس گھر کا حج کیا اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹتا ہے جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا [البخاری ۲/۱۶۴] مسلم [۳/ ۱۰۷]

حج کا تعلق جہاد کی قسموں سے ہے اور یہ ایک بہترین جہاد ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ تو حج کو سب سے بہترین عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم سب جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مگر بہترین

جہاد حج مقبول ہے[صحیح البخاری ۲/۱۶۴]

۴] اعلیٰ ترین مقصد یعنی جنت سے فائز المرام ہونا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں [یعنی حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے][صحیح مسلم ۴/ ۱۰۷]

حج کے مقاصد

حج کو اس کے عظیم مقاصد کی خاطر مشروع کیا گیا ہے اور اگر ہم اس کے مقاصد کو شمار کرنا چاہیں تو ہم نہیں کر سکتے ، مگر ذیل میں ہم اس کے کچھ ان مقاصد کا تذکرہ کر رہے ہیں جن کی خاطر اسے مشروع کیا گیا ہے

۱] حج میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس کی نداو پکار پر لبیک کہنا ہے اس پکار میں خالص اطاعت اور سچا اسلام جلوہ گر ہو رہا ہوتا ہے

۲] حج کا تعلق وحی کی روح سے ہے، کیونکہ مقدس مقامات ہی مقامِ وحی ہیں جب بھی مسلمانوں کا لگاؤ ان پاک مقامات ہوگا تو یہ پہلی جماعت [صحابہ کی

جماعت] سے قریب تر ہوتے جائیں گے جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اس کی شریعت کو پہونچایا

۳] حج کے اندر لوگوں کے بیچ مساوات کا عملی اعلان ہے، کیونکہ لوگ عرفات کے میدان میں ایک ہی موقف میں کھڑے ہوتے ہیں دنیاوی جاہ ومنزلت کے اعتبار سے ان میں کوئی تفریق نہیں ہوتی

۴] حج میں تعارف اور تعاون کا عہد ہوتا ہے کہ تعارف کا سلسلہ مضبوط ہوتا ہے، مشورے سرانجام پاتے ہیں، باہمی خیالات کا تبادلہ ہوتا ہے اور اسی میں امت کی ترقی اور اس کے قائدانہ مقام کی رفعت وبلندی ہے

حج کی شرطیں

حج کی پانچ شرطیں ہیں

۱] اسلام: کافر کا حج درست نہیں کیونکہ شریعت نے شرعی احکام کا مکلّف ان کو بنایا ہے جو شہادتین کا اعتراف کرتے ہیں

۲] عقل: مجنون کا حج صحیح نہیں کیونکہ پابند کئے جانے کے لئے عقل شرط ہے

اور مجنون مکلّف نہیں ہے، لہٰذا اس کے اوپر حج واجب نہیں ہے

۳] بلوغت: بالغ ہونے سے قبل بچہ حج کا مکلّف نہیں ہے اگر بچہ حج کرے تو اس کا حج درست مانا جائیگا مگر یہ اس کا حجِ اسلام نہیں ہوگا

۴] حریت و آزادی: غلامی حج کے وجوب کو ساقط کردیتی ہے اگر غلامی کی حالت میں حج کرے تو نفلی طور پر اس کا حج درست ہوگا مگر اسے حجِ اسلام ضرور کرنا ہوگا، یہی اکثر اہل علم کا خیال ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا یہ حج حجِ اسلام مانا جائیگا [المغنی ۵/۴۴] سنن الترمذی ۳/۲۶۶]

۵] استطاعت: حج کے واجب ہونے کے لئے یہ شرط ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ۹۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کیا ہے

اور استطاعت کی دو قسمیں ہیں [کتاب الحج للمؤلف ص ۳۵]
ایک میں مرد و عورت دونوں شریک ہیں اور ایک قسم صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہے

<u>پہلی قسم جس میں مرد و عورت سب شریک ہیں وہ کل چار خصلتیں ہیں</u>

۱] سواری اور زادِ راہ کی طاقت و استطاعت

۲] جسمانی تندرستی

۳] راستہ کا پرامن ہونا

۴] آمد و رفت کا پایا جانا

<u>دوسری قسم: جو عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس کا تعلق استطاعت سے ہے</u>

ہم بیان کر چکے ہیں کہ استطاعت کا تعلق مردوں اور عورتوں سبھی سے ہے لیکن عورتوں کی شرط کے تعلق سے دو باتیں خاص ہیں

۱] محرم کی شرط ۲] عورت عدت کے ایام سے نہ گزر رہی ہو [انظر شروط الاستطاعۃ فی احکام القرآن لابن العربی ۱/ ۲۸۸ والجامع لاحکام القرآن

للقرطبی ۴/ ۱۸۴ واضواء البیان للشنقیطی ۵/ ۷۴]

<u>حج کے مواقیت</u>

<u>اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کے لئے جن مواقیت کو متعین کیا ہے، وہ دو طرح کے ہیں</u>

<u>میقات زمانی</u>: جو صرف حج کے ساتھ خاص ہے عمرہ اس میں داخل نہیں، حج کا وقت ماہ شوال سے شروع ہوکر: والحجہ کی دسویں تاریخ تک رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا

﴿ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾[البقرة:۱۹۷]

ترجمہ: حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے ملاپ کرنے گناہ کرنے اورلڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے.

جہاں تک عمرہ کی بات ہے تو اس کے لئے کوئی میقات زمانی نہیں، اس کے لئے کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے.

میقات مکانی: اس میں حج وعمرہ دونوں داخل ہیں

اور اس سے مراد وہ حدود ہیں ایک حاجی بغیر احرام پہنے ہوئے ان حدود کو

تجاوز کر کے مکہ نہ جائے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں

۱] ذوالحلیفہ : جو اہل مدینہ کی میقات ہے

۲] جحفہ : اہل شام ومصر اور اہل مغرب کی میقات ہے

۳] قرن المنازل : اہل نجد کی میقات ہے اور عصر حاضر میں اسے السیل الکبیر کہا جاتا ہے

۴] یلملم : اہل یمن کی میقات ہے

۵] ذات عرق : اہل عراق اور اہل مشرق کی میقات ہے

مواقیت کے متعلق کچھ اہم مسائل

۱] بیان کردہ ان مواقیت سے مذکورہ شہر کے باشندے اور یہاں سے گزرنے والا ہر وہ شخص احرام باندھے گا جو حج یا عمرہ کرنا چاہتا ہے

۲] جس کا مکان ان مواقیت میں نہ آتا ہو بلکہ ان مواقیت کے اندر ہی واقع

ہوتو وہ اپنے گھر سے ہی حج یا عمرہ کا احرام باندھے، اور اہل مکہ میں سے جو حج کرنا چاہتا ہو وہ مکہ سے احرام باندھے اور مکی حجاج کو حج کرنے کے لئے باہر نکل کر میقات جانے کی ضرورت نہیں ہے ہاں البتہ عمرہ کے لئے حدود حرم سے باہر نکل کر احرام باندھیں گے.

۳] جو شخص ہوائی جہاز سے سفر کر رہا ہے وہ اس وقت احرام کی نیت کرے گا جب جہاز ان مواقیت کے مد مقابل سے گزر رہا ہو، جدہ میں جہاز کے اترنے تک احرام کی نیت کرنے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ کچھ حجاج کرام کرتے ہیں، کیونکہ جدہ نہ تو میقات ہے اور نہ ہی احرام باندھنے کی جگہ ہے، جس نے ایسا کیا اس نے واجبات حج میں سے ایک واجب ترک کر دیا اور اسے فدیہ دینا ہوگا.

۴] احرام پہنے بغیر جو میقات سے آگے چلا گیا اسے میقات پر واپس لوٹنا اور وہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ایسا واجب ہے جس کا تدارک کیا جا سکتا ہے، لہٰذا اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے، اگر میقات واپس نہیں آیا

ور کسی اور جگہ سے احرام باندھ لیا تو اسے فدیہ دینا پڑے گا.

حج کے مناسک

ارکان حج کا پہلا رکن احرام ہے اور اس کا مطلب ہوتا ہے مناسک حج میں سے کسی ایک میں داخلہ کی نیت کرنا اور اسے احرام کا نام دیا گیا، کیونکہ مسلمان اپنی نیت کے ذریعہ اپنے اوپر کچھ ایسی چیزوں کو حرام کر لیتا ہے جو اس کے لئے پہلے جائز تھیں مثلاً نکاح، خوشبو، ناخن تراشنا سر کا بال منڈوانا اور لباس کے متعلق کچھ چیزیں.

احرام کی قسمیں

احرام [حج] تین قسم کا ہوتا ہے

۱] حج تمتع: یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کی نیت کرے پھر جب عمرہ سے فارغ ہو جائے تو اسی سال حج کا احرام پہن لے اور اس قسم کے حج میں اس طرح کہے ﴿لَبَّیْکَ عُمْرَةً مُتَمَتِّعاً بِهَا إِلَی الْحَجِّ﴾

۲] حج قران: یعنی حج کو عمرہ کے ساتھ ملا دینا مطلب یہ ہے کہ حاجی ایک ہی

سفر میں ایک ہی احرام سے دونوں کی ادائیگی کی نیت کرے اور اس طرح کہے ﴿ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَ حَجّاً ﴾

۳] حج افراد: صرف حج ادا کرنے کی نیت کرے اور کہے ﴿لَبَّیْکَ حَجّاً﴾

تنبیہ: حج تمتع اور حج قران کرنے والے حاجی کو ہدی دینی ہوگی اور حج افراد کرنے والے کو نہیں

واجبات احرام

احرام کے دو واجبات ہیں اور عورتوں کے اوپر ان میں سے ایک ہی واجب ہے اور وہ دونوں یہ ہیں

ا] میقات سے احرام پہننا کیونکہ یہ رسول کا حکم اور آپ کا عمل ہے

۲] مردوں کے حق میں یہ ہے کہ ان کو سلے ہوئے کپڑے نہیں پہننے ہیں.

یہ واضح رہے کہ ان واجبات احرام میں سے اگر حاجی نے دوسرا واجب ترک کیا ہے تو اسے فدیہ دینا پڑے گا اور اسے اختیار ہوگا، چاہے تو تین دنوں کے روزے رکھ لے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا ایک بکری ذبح کر کے فقراء

حرم میں تقسیم کردے،اور یہ اس خلل کی تلافی کے طور پر ہوگا جو اس سے ہوا ہے،اور اگر اس سے واجب اول ترک کیا ہے تو اسے دم ہی دینا ہوگا.

احرام کی سنتیں

۱] غسل کرنا: جو بھی احرام کا ارادہ کرے اسے غسل کرنا ہوگا یہاں تک حائضہ اور نفاس والی عورت کو بھی

۲] ناخن تراشنا بغل کے بال اکھاڑنا مونچھ تراشنا اور موئے زیرناف صاف کرنا اور احرام پہننے سے قبل خوشبو لگانا

۳] سفید چادر اور سفید تہ بند میں احرام پہننا

۴] اپنا احرام پہننے کے بعد سے لے کر خانہ کعبہ کا طواف شروع کرنے تک تلبیہ پکارے

۵] نماز کے بعد احرام پہننا افضل یہ ہے کہ نماز فرض ہو [شرح الایضاح للنووی ص ۱۴۵]

ممنوعات احرام

جن ممنوعات کا تعلق مرد اور عورت سبھی سے ہے

۱] سر سے بال کو ختم کرنا ایسے ہی پورے بدن میں کہیں سے بالوں کی صفائی وغیرہ کرنا

۲] دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کے ناخنوں کو تراشنا

۳] احرام پہن لینے کے بعد کپڑے یا جسم میں خوشبو لگانا

۴] جماع اور اسباب جماع مثلاً عقد نکاح اور شہوت کی نظر سے دیکھنا وغیرہ

۵] دستانوں کا استعمال کرنا

۶] شکار کرنا اور اس کا مطلب ہے خشکی پر بائے جانے والے جنگلی جانور کا شکار کرنا.

جن ممنوعات کا تعلق صرف مردوں سے ہے

سلے ہوئے کپڑے پہننا

۲] سر کو کسی چیز سے ڈھانکنا جیسے پگڑے یا غترہ یا ٹوپی وغیرہ

جن ممنوعات کا تعلق صرف عورتوں سے ہے

وہ صرف ایک ہے اور وہ نقاب ہے اور برقع بدجہ اولیٰ اس میں داخل ہے، یعنی وہ پردہ جسے عورت اپنے چہرہ کو ڈھکتی ہے احرام پہننے والی عورت اسے نہ پہنے، بلکہ اس کے علاوہ کسی اور چیز [دوپٹہ یا چادر] سے اپنے چہرہ کو ڈھکے [[انظر بدایۃ المجتہد۴/ ۳۷۵ بدائع الصنائع ۲/۱۱۸۳ المجموع للنووی ۶/ ۲۴۹ المغنی ۵/۵۳]

تلبیہ

تلبیہ سے مراد حج یا عمرہ کرنے والے کا ان صیغوں کا کہنا ہے ﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعَمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ﴾

ترجمہ: [میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہی بھی تیرا کوئی شریک نہیں.

تلبیہ کا حکم

احرام کے بعد تلبیہ پکارنا سنت ہے اور تلبیہ پکارنا بند کردے، جب حاجی حجر اسود کا استلام کرے اور طواف شروع کردے.

طواف

حج یا عمرہ کرنے والے کا کعبہ کے اردگرد عبادت کی نیت سے سات چکر لگانا حجر اسود سے اس کی شروعات کرے اور اسی پر ختم کرے اور کعبہ کو اپنے بائیں جانب کرلے.

طواف کا حکم

طواف کا حکم اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا ہے

١] طواف قدوم: یہ مستحب ہے ہر اس شخص کے لئے جو مسجد حرام میں داخل ہو

٢] طواف عمرہ اور افاضہ: یہ رکن ہے

٣] طواف وداع: یہ واجبات حج میں سے ہے

طواف کی شرطیں

۱] طواف شروع کرتے وقت نیت کرنا

۲] حدث اور خباثت سے پاک وصاف ہونا

۳] ستر پوشی اختیار کرنا

۴] مسجد حرام کے اندر سے طواف کرے

۵] طواف خانہ کعبہ کے اردگرد کرے اگر حطیم سے طواف کرتا ہے تو اس کا یہ طواف صحیح نہ ہوگا

۶] خانہ کعبہ کو اپنی بائیں جانب کرے اگر اسے اپنے دائیں رکھ کر کرتا ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا

۷] حجر اسود سے طواف کرنا شروع کرے اگر کہیں اور سے طواف شروع کرتا ہے تو صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر تھوڑا سا پہلے سے شروع کرے تو اسے حجر اسود ہی سے مانا جائیگا

۸] طواف سات چکر کرے

۹]طواف میں تسلسل کو اپنائے، ہاں یہ کہ کوئی عذر در پیش ہو مثلاً فرض نماز یا تھکاوٹ وغیرہ.

طواف کی سنتیں

۱]رمل [دلکی چال چلنا] اور یہ مردوں کے حق میں سنت ہے اور یہ طواف قدوم میں ہونا چاہئے اور خاص طور پر شروع کے تین چکروں میں

۲]طواف قدوم میں اضطباع کرنا

۳] حجر اسود کو بوسہ دینا

۴] بغیر ضرورت کے طواف کے دوران بات چیت کرنا

۵] دعا اور ذکر واذکار کرنا

۶] رکن یمانی کو بوسہ دئے بغیر ہاتھ سے اسے چھونا

۷]طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا

۸] دو رکعت نماز پڑھ کر زمزم کا پانی پینا.

سعی

سعی کا حکم: ارکان حج میں سے ایک رکن ہے، اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا

سعی کی شرطیں: سعی کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں

۱] سعی طواف صحیح کے بعد کی جائے

۲] ترتیب کا خیال رکھا جائے، بایں طور کہ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے

۳] سعی مکمل طور پر سات چکر کی جائے

عرفہ کا قیام

عرفہ کے قیام کا حکم: حج کا ایک رکن ہے مسلمان کا حج اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حج عرفہ کا نام ہے [صحیح سنن ابی داؤد ۱/ ۳٦۷]

اس کا کیا حکم ہے جس کا وقوف عرفہ چھوٹ جائے [جس سے فوت ہو جائے]

جس حاجی کا قیامِ عرفہ چھوٹ جائے تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے، یعنی اپنا حج

عمرہ میں تبدیل کر لے اور قیام عرفہ کے بعد کی چیزیں یعنی مزدلفہ میں رات گزارنا جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ اس سے ساقط ہو جائیں گی، طواف و سعی کرے، حلق یا تقصیر کرائے، اور اگلے برس اسے اس حج کی قضا کرنی ہوگی جو اس سے چھوٹ گیا ہے، اگرچہ حج مندوب ہی ہو، اور اسے ایک بکری ذبح کرنی ہوگی اگر بکری ذبح نہ کر پائے تو ایام حج میں تین دن کے اور گھر واپس آکر سات دنوں کے روزے رکھے.

قیام عرفہ کے متعلق کچھ مسائل

۱] جو حاجی افتاب کے غروب ہونے سے قبل ہی عرفہ سے روانہ ہو گیا تو اسے اپنے واجب کے ترک کرنے کے تدارک کے طور پر دم دینا ہوگا

۲] جس نے تاخیر کی اور اس سے عرفہ کا قیام رات میں ہو سکا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ معذور ہے

۳] حیض او نفاس والی عورت اور حدث میں مبتلا حاجی کا قیام عرفہ صحیح مانا جائیگا کیونکہ وقوف عرفہ کے لئے طہارت شرط نہیں ہے.

مزدلفہ میں رات گزارنا

مزدلفہ میں رات گزارنے کا حکم : یہ واجبات حج میں سے ایک واجب ہے جس نے اسے ترک کردیا تو اس کے جبران کے طورر دم دینا ہوگا [بدائع الصنائع ۲/۱۵۳المقنع ۱/۴۶۹]

جس نے مزدلفہ میں رات نہیں گزاری اس کا کیا حکم ہے؟

اگراس نے کسی عذر کی بناپر اسے ترک کیا ہے جیسے وہ شخص جورات کے آخری حصہ میں ہی وقوف عرفہ کرسکا ہےتو اس کےاوپر کوئی حرج نہیں ہےاوراس کا حج صحیح مانا جائیگا.

اورگر اس نے بغیر کسی عذر کے اسے ترک کیا ہے تو اسے دم دینا ہوگا یہی جمہوراہل علم کاقول ہے.

جمرات کو کنکریاں مارنا [اضواء البیان للشنقیطی ۵/ ۵۸۸ کشاف القناع ۲/ ۴۹۸ حاشیۃ ابن عابدین ۲/۵۱۳النہایۃ ۱/۲۹۲]

جمرات کو کنکریاں مارنے کا حکم : جمہوراہل علم اس کے وجوب کے قائل ہیں

جس نے اسے ترک کر دیا یا ان میں سے کچھ کنکریوں کو مارنا ترک کر دیا تو اسے دم دینا ہوگا.

کنکریاں مارنے کا وقت: جہاں تک جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے کی بات ہے تو اس کا وقت قربانی والے دن سورج کے طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے، اور یہ وقت ان کے لئے ہے جو معذور نہیں ہیں، اور جہاں تک معذوروں کی بات ہے تو ان کے لئے یہ وقت عید کی رات چاند کے غائب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے.

اور ایام تشریق میں اس کا وقت زوال کے بعد ہے اس سے قبل کنکریاں مارنا جائز نہیں، اور یہ وقت سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے.

مسئلہ: قربانی والے دن کی رات میں اور ایام تشریق کے شروع کے دو دنوں میں سخت ازدام اور بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے کنکریاں مارنا جائز ہے اور موجودہ زمانہ میں علمائے کرام کا فتویٰ یہی ہے

جمرات کو کنکریاں مارنے کی شرطیں

۱] ہر جمرہ کے لئے سات کنکریاں ہونی چاہئیں

۲] سات مرتبہ کنکریاں ماری جائیں اگر ایک ہی بار میں یا دو مرتبہ میں اس نے کنکریاں ماری ہیں تو ان کو ایک ہی شمار کیا جائیگا

۳] کنکریاں پتھر کی ہوں کسی اور چیز سے بنی کنکری مارنا جائز نہیں

۴] حوض میں کنکریوں کے گرنے کی بابت خوب قاعدہ سے معلوم کرلے

۵] جمرات میں ترتیب کا خیال رکھے جمرہ صغریٰ سے اس کی شروعات کرے پھر وسطیٰ کو مارے اور آخر میں جمرہ کبریٰ کی رمی کرے.

کنکریاں مارنے میں نیابت کا حکم

۱] چھوٹے بچہ کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اس کی جانب سے کنکریاں مارے اگر سخت ازدحام کی وجہ سے اس کو نقصان پہونچ جانے کا اندیشہ ہے

۲] عمر درازی یا مرض یا حمل وغیرہ کی وجہ سے عاجز حاجی کے لئے جائز ہے کہ کسی اور کو اپنا نائب متعین کردے شرط یہ ہے کہ وہ نیابت کرنے والا حج

کرنے والا حاجی ہو[کتاب الحج للمؤلف ص ١١٧]

حلق یا تقصیر

حلق یا تقصیر کا حکم: واجبات حج میں سے ہیں دم دے کر ان کا جبران [تدارک] کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ﴾ [الفتح : ٢٧]

ترجمہ: ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے [چین کے ساتھ] نڈر ہوکر.

حلق یا تقصیر کا وقت: حلق کا وقت قربانی کے ایام ہیں اور ایام تشریق کے آخر تک یہ عمل مؤخر کیا جاسکتا ہے

حلق اور تقصیر کے متعلق چند مسائل

١] اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلق یا تقصیر جائز ہے اور مناسک کی تکمیل

میں کافی ہے

۲]اہل علم کا اتفاق ہے حلق تقصیر سے افضل ہے، ہاں مگر حج تمتع کرنے والا تقصیر کرائے، تاکہ حج کے آخر میں حلق کروا سکے

۳]راجح بات یہ ہے کہ پورے سر سے حلق یا تقصیر کرائے، کیونکہ عبادت میں احتیاط کا تقاضہ یہی ہے اس لئے کہ آپ نے اپنے پورے سر کے بالوں کو منڈوایا

ہدی کا ذبیحہ

اس سے مراد وہ جانور [اونٹ، گائے اور بکریاں] ہیں حج یا عمرہ کرنے والا اللہ کے تقرب کے طور پر جن کو پیش کرتا ہے [المجموع ۸/ ۲٦۸]

ہدی کی دو قسمیں ہیں

۱]شکرانہ کے طور پر کی جانے والی ہدی ۲] جبران اور تدارک کے طور پر کی جانے والی ہدی

۱] جہاں تک بات شکرانہ والی ہدی کی ہے تو یہ ہدی حج تمتع اور حج قران کرنے

والے کے اوپر واجب ہے اللہ کے اس شکریہ کے طور پر کہ اس نے اس عظیم شعار کی ادائیگی کی اسے توفیق بخشی اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ واجب ہے

۲] اور جہاں تک بات رہی ہدی جبران کی تو یہ حج وعمرہ میں واقع شدہ خلل کے تدارک کے لئے دی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ کوئی واجب ترک ہوگیا، ، یا ممنوعات حج میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب کر بیٹھا، ایسے ہی روک دیئے جانے پر ہدی واجب ہے اور ہدی کی یہ قسم واجب ہے.

اور ہدی شکران اور ہدی جبران میں فرق یہ ہے کہ ہدی شکران میں جائز بلکہ حاجی کے لئے اس میں سے کھانا مستحب ہے، جہاں تک ہدی جبران کی بات ہے تو حاجی کے لئے اس میں سے کھانا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کا حرم کے فقیروں پر صدقہ کر دینا واجب ہے.

<u>ہدی میں کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے</u>

۱] ہدی جانوروں میں سے ہو

۲] ہدی عیوب سے خالی ہو

۳] اونٹ کی عمر پانچ سال اور گائے کی عمر دو سال اور بکری کی عمر ایک سال اور بھیڑ کی عمر چھ مہینے ہو.

منیٰ میں رات گزارنا

منیٰ میں رات گزارنے کا حکم : جمہور اہل علم منیٰ میں رات گزارنے کے وجوب کے قائل ہیں اس بنیاد پر یہ ہے کہ جس نے منیٰ میں رات گزارنا ترک کر دیا تو اسے فدیہ دینا ہوگا، چاہے اس نے سب راتیں ترک کی ہوں، یا اس نے ایک رات ترک کی ہو [انظر فی المبیت فی منیٰ [الہدایۃ] ۱/ ۱۴۹ المغنی ۵/ ۳۲۵ زاد المعاد ۲/ ۲۸۵]

منیٰ میں کن کو راتیں نہیں گزارنی ہیں؟

مریض اور اس کے امور کی دیکھ بھال کرنے والے کو اور حج کے مصالح سے متعلق سرکاری جہات میں کام کرنے والے ذمہ داران کو منیٰ میں راتیں گزارنی ضروری نہیں ہیں، معتبر اہل علم کا خیال یہی ہے.

کون سی رات گزارنے سے مراد کیا ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ حاجی منیٰ میں گیارہویں اور بارہیں ذوالحجہ کی راتوں کا اکثر حصہ گزارے اگر وہ تعجل کررہا ہے، اور اگر تعجل نہیں کررہا ہے تو تیرہویں رات کا اکثر حصہ بھی منیٰ میں گزارے.

جن غلطیوں کا ارتکاب کچھ حجاج کرام کرتے ہیں [انظر کتاب الحج للمؤلف ص ۱۵۵]

هم نے چند غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جن میں کچھ حجاج مبتلا ہوجاتے ہیں

۱] حاجی اپنے حج سے کاروبار یا ریاکاری یا شہرت ونا موری کا ارادہ کرے

۲] عورت بغیر محرم کے سفر کرے اور ایسا معاملہ عموماً ان نوکرانیوں کے ساتھ پیش آتا ہے جو بغیر محرم کے جاکر فریضہ حج ادا کرتی ہیں

۳] کچھ حرام آلات کو ساتھ میں رکھنا مثلاً تصویر کے ساز وسامان ایسے ہی گانے باجے کے ساز وسامان، هم کچھ حجاج کرام کو دیکھتے ہیں کہ احرام کا لباس پہن لینے کے بعد دوسروں سے اپنی فوٹو کھینچنے کے لئے کہتے ہیں اور یہ

ایک واضح غلطی ہے

۴] کچھ حجاج یہ گمان کرتے ہیں کہ اس کے لئے جوتے، گھڑی اور عینک اور اس کی دیگر ضرورت کی چیزوں کا استعمال جائز نہیں ہے یہ غلطی ہے صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے

۵] بعض حاجی صاحبان یہ خیال کرتے ہیں کہ احرام کی پابندیاں احرام پہن لیتے ہی شروع ہو جاتی ہیں، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ محض احرام کے کپڑے پہن لینے سے یہ پابندیاں عائد نہیں ہو جاتی ہیں، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ان پابندیوں کا تعلق احرام کی نیت سے ہے نہ کہ صرف کپڑے پہن لینے سے.

٦] اکثر و بیشتر حجاج طواف کے وقت مخصوص دعاؤں کے ورد کا التزام کرتے ہیں خواہ تنہا یہ دعائیں پڑھے، یا جماعت کی شکل بنا کر ان کو پڑھے، یہ غلطی ہے طواف کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے

۷] کچھ حجاج کرام رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں یہ غلطی ہے رکن یمانی کا استلام کیا جائے اگر استلام نہیں کرسکتا تو اس کی جانب اشارہ نہ کرے،

۸]ازدحام کے اوقات میں کچھ حجاج کرام حطیم یعنی حجر اسماعیل میں داخل ہو جاتے ہیں ایسا کر کے وہ اپنے طواف میں کمی کرتے ہیں کیونکہ حجر تو کعبہ کا ایک حصہ ہے

۹]بعض حجاج طواف ختم ہو جانے کے بعد تک اضطباع کئے رہتے ہیں اور اسی حال میں وہ طواف کی دو رکعت نماز بھی ادا بیٹھتے ہیں یہ غلطی ہے نماز میں تو دونوں کندھوں کو ڈھکنا چاہئے

۱۰] کچھ حجاج کرام کا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ دو کعت نمازیں مقام ابراہیم کے پیچھے ہی ہونی چاہئیں ، یہ صحیح نہیں ہے ، بلکہ ان رکعتوں کو مسجد کے کسی بھی گوشہ میں پڑھے ، مانی جائیں گی ، لہٰذا حجاج کرام کے لئے یہ غیر موزوں ہے کہ وہ دوسروں کو اذیت میں مبتلا کر کے ان دونوں رکعتوں کی ادائیگی کریں .

عمرہ اوراس کے احکام

عمرہ کی تعریف: خانہ کعبہ کا طواف کر کے اور صفا ومروہ کی سعی کر کے اور حلق یا تقصیر کرا کر اللہ کی عبادت کرنا[الممتع شرح زاد المستقنع للشيخ ابن عثيمين ۷/۸]

عمرہ کا حکم

اہل علم کے اقوال میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ عمرہ واجب ہے[انظر في حكم العمرة المغنى ۵/۱۳ روضة الطالبين ۳/۱۷]

اس کے وجوب کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کے اوپر جہاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! ان کے اوپر جہاد ہے مگر اس میں قتال نہیں اور وہ حج وعمرہ ہے[اخرجہ احمد ۶/۷۱،۱۶۵ النسائی ۵/۸۶ الارواء۴/۱۵۱]

جب کوئی مسلمان عمرہ کرنا چاہے تو مندرجہ ذیل امور کی بجا آوری اس کے

لئے مشروع ہے

۱] غسل کرے اور پاکی وصفائی اختیار کرے، اپنے بغل کے بالوں اور موئے زیرناف کی صفائی کرے، اپنے ناخن تراشے، اپنی من پسند خوشبو لگائے، یہ ساری چیزوں مردوں اور عورتوں سبھی کے حق میں سنت ہے، یہاں تک حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے حق میں بھی.

۲] حائضہ اور نفاس والی عورتوں کو چھوڑ کر سبھی حجاج اس کے بعد نماز ادا کریں

۳] پھر ان صیغوں کے ساتھ احرام کی نیت کریں ﴿لَبَّیْکَ عُمْرَةً﴾

۴] پھر مشہور تلبیہ پڑھیں؛

﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکُ﴾.

ترجمہ: [میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہی بھی تیرا کوئی شریک نہیں.

مرد بلند آواز سے کہیں اور عورتیں دھیمی آواز میں کہیں.

۵] اگر حج کرنے والے کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اپنا احرام پہنتے وقت یہ شرط لگائے ﴿فَإِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحِلِّيْ حَيْثُ حبستنى﴾

٦] جب مسجد حرام پہونچ جائے تو اپنا دایاں پیر آگے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ] [وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ] اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ﴾

ترجمہ: میں اللہ عظمت والے اور اس کی کریم ذات اور اس کی لازوال بادشاہت کے ساتھ مردود شیطان سے پناہ مانگتا ہوں، میں اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں اور درود وسلام ہوں رسول اللہ پر اے اللہ! تو مجھے بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

۷] طواف شروع کرے، اپنے دائیں ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کرے، اور

اگر ہو سکے تو اسے بوسہ دے، اگر اپنے ہاتھ سے چھو نہ سکے تو اپنے ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ کرے اور اسے بوسہ نہ دے، اور اس وقت یہ الفاظ کہے اللہ اکبر

۸] اپنے خانہ کعبہ کے طواف کے دوران جو چاہے دعا اور ذکر واذکار کثرت سے کرے

۹] جب رکنِ یمانی پہونچے اور اگر اپنے ہاتھ سے اسے چھو سکتا ہو تو چھوئے ، اور اگر نہ چھو سکے تو اس کی جانب اشارہ بھی نہ کرے

۱۰] جس عمرہ کرنے والے نے خانہ کعبہ کے طواف کا ارادہ کیا ہے وہ اپنے طواف کے آغاز سے اس وقت تک اضطباع کرے جب تک طواف ختم نہیں کر لیتا، اور اضطباع کی کیفیت یہ ہے کہ اپنی چادر کے درمیانی حصہ کو اپنے داہنے کندھے کے نیچے کر لے اور اس چادر کے دونوں کناروں کو اپنے بائیں کندھے پر ڈال لے، اور یہ اضطباع حج وعمرہ کے طواف قدوم کے ساتھ خاص ہے

۱۱] دورانِ طواف شروع کے تین چکروں میں دلکی چال چلے، اور اگر دلکی چال چلنے سے اور حجاج کو اذیت پہونچ رہی ہو، تو نہ کرے

۱۲] جب طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس آئے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے

۱۳] مسعیٰ [سعی گاہ] کی جانب آئے، جب صفا کے قریب پہونچے تو پڑھے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ پھر صفا پہاڑی پر چڑھ جائے یہاں تک کہ کعبہ اسے نظر آجائے اور کعبہ کا استقبال کرے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کرے اور جو چاہے دعا کرے

۱۴] جب دعا کر چکے تو عام چال چلتے ہوئے مروہ کی جانب آئے تو دونوں گرین لائٹوں کے بیچ کسی کو تکلیف دیئے بغیر اپنی طاقت کے اعتبار سے دوڑے، پھر عام چال اپناتے ہوئے مروہ جائے، اور مروہ پہونچ کر وہی سب کچھ کرے جو اس نے صفا پر کیا تھا

۱۵] جب سات چکر پورے کر لے، تو اپنے سر کے بالوں کو منڈوائے، یا

چھوٹا کرائے، اور عورت کے لئے یہ ہے کہ ہر چوٹی سے انگلی کے پور کے مانند بال کاٹ لے.

اس طرح ایک مسلمان شخص کا عمرہ مکمل ہوا

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے تین ارکان ہیں، جو یہ ہیں

۱] احرام

۲] خانہ کعبہ کا طواف

۳] صفا اور مروہ کی سعی

عمرہ کے واجبات

۱] میقات سے احرام پہننا

۲] سر کے پورے بالوں کا منڈوانا یا چھوٹے کروانا.

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۲
۲	ایمان کا بیان	۸
۳	ایمان کے اصول	۱۰
۴	ایمان کے یکجا پانچ اصول	۱۱
۵	اللہ پر ایمان	۱۲
۶	اللہ کے وجود پر ایمان	۱۳
۷	اللہ کے وجود کی دلالت چار چیزوں سے	۱۳
۸	اللہ کے وجود کی عقلی دلیل	۱۳
۹	اللہ کے وجود کی دلیل احساس وشعور سے	۱۵
۱۰	اللہ کے وجود کی دلیل فطرت سے	۱۷
۱۱	اللہ کے وجود کی دلیل شریعت سے	۱۸

۱۲	اللہ پر ایمان لانے میں الوہیت داخل ہے	۱۹
۱۳	اللہ پر ایمان لانے میں اسماء وصفات داخل ہیں	۲۲
۱۴	اللہ پر ایمان لانے کے فوائد	۲۳
۱۵	فرشتوں پر ایمان لانا	۲۴
۱۶	ہم فرشتوں پر ایمان کس طرح لائیں؟	۲۵
۱۷	فرشتوں پر ایمان لانے کے فائدے	۲۶
۱۸	کتابوں پر ایمان	۲۶
۱۹	کتابوں پر ایمان لانے میں ...	۲۶
۲۰	کتابوں پر ایمان لانے کے فائدے	۲۸
۲۱	رسولوں پر ایمان	۲۹
۲۲	رسولوں پر ایمان لانے میں چار باتیں داخل ہیں	۳۱
۲۳	رسولوں پر ایمان لانے کے فائدے	۳۲
۲۴	آخرت کے دن پر ایمان	۳۲

۲۵	آخرت پر ایمان لانے میں ...	۳۴
۲۶	آخرت پر ایمان لانے میں کچھ اور باتیں	۳۶
۲۷	قبر کی آزمائش	۳۶
۲۸	قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں	۳۶
۲۹	آخرت پر ایمان	۳۷
۳۰	تقدیر پر ایمان	۳۷
۳۱	تقدیر پر ایمان لانے میں ...	۴۱
۳۲	عقیدہ کی اہمیت	۴۲
۳۳	عقیدہ کا اہتمام	۴۲
۳۴	اسلامی عقیدہ کے مقاصد	۴۳
۳۵	ولاء اور براء	۴۵
۳۶	مسلمانوں کے عقیدہ میں	۴۵
۳۷	کافروں سے دوستی رکھنے کی چند مثالیں	۴۹

۳۸	شرک کی اقسام	۵۱
۳۹	شرک اکبر کی تعریف	۵۱
۴۰	شرک اکبر کا انجام	۵۲
۴۱	شرک اکبر کی قسمیں	۵۴
۴۲	شرک اصغر کی تعریف	۵۷
۴۳	شرک اصغر کی قسمیں	۵۷
۴۴	شرک اصغر کا انجام	۵۸
۴۵	شرک اصغر کی تقسیم ایک دوسرے پہلو سے	۵۸
۴٦	شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق کی وضاحت	٦۰
۴۷	قبروں کی زیارت	٦۱
۴۸	قبروں کی زیارت کے اقسام	٦۱
۴۹	شرعی زیارت اور آداب	٦۲
۵۰	بدعی زیارت	٦۲

۵۱	شرکیہ زیارت	۶۳
۵۲	نفاق اوراس کی قسمیں	۶۵
۵۳	نفاق اکبراوراس کی قسمیں	۶۵
۵۴	نفاق اصغراوراس کی قسمیں	۶۶
۵۵	جادواورشعبدہ بازی	۶۸
۵۶	جادو کی حقیقت	۶۸
۵۷	کیا جادو کی تاثیر ہے؟	۶۸
۵۸	انسانی زندگی پر جادو کے اثرات	۶۹
۵۹	جادواور جادوگروں کا حکم	۷۱
۶۰	اپنے آپ کو جادو سے کیسے محفوظ رکھا جائے؟	۷۳
۶۱	شہادتین [لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ]	۷۷
۶۲	علم توحید	۷۷
۶۳	اسلام کا لغوی مفہوم	۷۸

٦٤	اسلام کا شرعی مفہوم	۷۸
٦٥	اللہ کا حق بندوں پر	۸۰
٦٦	عبادت کی تعریف	۸۱
٦۷	عبادت کی اقسام	۸۱
٦۸	توحید کی قسمیں	۸۳
٦۹	توحید ربوبیت اور اس کے دلائل	۸۴
۷۰	توحید الوہیت اور اس کے دلائل	۸٦
۷۱	عصر حاضر میں توحید الوہیت کے ضائع شدہ اثرات اور مثالیں	۹۰
۷۲	پہلی مثال	۹۰
۷۳	دوسری مثال	۹۱
۷۴	توحید اسماء وصفات	۹۴
۷۵	توحید کے فضائل واثرات	۹٦

٧٦	لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم	٩٧
٧٧	محمد رسول اللہ کا مفہوم	٩٨
٧٨	عبادت کا بیان	٩٩
٧٩	عبادت کی شرطیں	١٠٠
٨٠	عبادت کے صحیح ہونے کی شرطیں	١٠٠
٨١	عبادت کے اصول	١٠٣
٨٢	طہارت	١٠٥
٨٣	طہارت کا حکم	١٠٥
٨٤	طہارت کا بیان	١٠٥
٨٥	قضائے حاجت کے آداب	١٠٧
٨٦	قضائے حاجت سے نکلنے کے آداب	١٠٨
٨٧	وضو کا بیان	١٠٩
٨٨	وضو کا مفہوم	١٠٩

۸۹	وضو کی دلیل کتاب وسنت سے	۱۰۹
۹۰	وضو کی فضیلت	۱۱۰
۹۱	وضو کے فرائض	۱۱۳
۹۲	وضو کی سنتیں	۱۱۵
۹۳	وضو کے مکروہات	۱۱۶
۹۴	وضو کے طریقے	۱۱۶
۹۵	وضو کو توڑنے والی چیزیں	۱۱۸
۹۶	کچھ مسائل	۱۱۹
۹۷	موزوں پر مسح	۱۲۰
۹۸	موزوں پر مسح کرنے کی مشروعیت	۱۲۰
۹۹	موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں	۱۲۱
۱۰۰	مسح کرنے کی مدت	۱۲۲
۱۰۱	موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ	۱۲۲

۱۰۲	مسح کو باطل کرنے والی چیزیں	۱۲۲
۱۰۳	غسل کا بیان	۱۲۳
۱۰۴	غسل کرنے کا طریقہ	۱۲۴
۱۰۵	تیمّم کا بیان	۱۲٦
۱۰٦	تیمّم کب مشروع ہے؟	۱۲٦
۱۰۷	تیمّم کو باطل کرنے والی چیزیں	۱۲۷
۱۰۸	حیض اور نفاس	۱۲۸
۱۰۹	حیض ونفاس والی عورت کے احکام	۱۲۸
۱۱۰	مستحاضہ کے حالات	۱۲۹
۱۱۱	کچھ احکام	۱۳۰
۱۱۲	نماز کا بیان	۱۳۱
۱۱۳	نماز [صلاۃ] کی تعریف	۱۳۱
۱۱۴	تارک نماز کا حکم	۱۳۱

۱۱۵	نماز کے ارکان	۱۳۳
۱۱۶	نماز کی شرطیں	۱۳۴
۱۱۷	نماز کے واجبات	۱۳۵
۱۱۸	نماز کی سنتیں	۱۳۶
۱۱۹	نماز با جماعت	۱۳۷
۱۲۰	نماز با جماعت کے فضائل	۱۳۷
۱۲۱	نماز با جماعت کا حکم	۱۳۸
۱۲۲	نماز با جماعت کا انعقاد کتنوں سے؟	۱۴۰
۱۲۳	نماز با جماعت ترک کرنے ...	۱۴۰
۱۲۴	مقتدی کے متعلق کچھ مسائل	۱۴۱
۱۲۵	امام کے متعلق کچھ مسائل	۱۴۲
۱۲۶	مریض کی نماز	۱۴۳
۱۲۷	نماز جمعہ	۱۴۶

۱۲۸	نماز جمعہ کا حکم	۱۴٦
۱۲۹	نماز جمعہ کن کے اوپر واجب ہے؟	۱۴٦
۱۳۰	نماز جمعہ کی مشروعیت کی حکمت	۱۴۷
۱۳۱	نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۴۷
۱۳۲	نماز عیدین	۱۴۸
۱۳۳	نماز عیدین کا حکم	۱۴۸
۱۳۴	نماز عیدین کا وقت	۱۴۸
۱۳۵	نماز عیدین کی ادائیگی کی جگہ	۱۴۹
۱۳٦	نماز عیدین ادا کرنے کا طریقہ	۱۴۹
۱۳۷	نماز کسوف	۱۵۱
۱۳۸	نماز کسوف کا طریقہ	۱۵۱
۱۳۹	نماز استسقاء	۱۵۳
۱۴۰	نماز استسقاء کا حکم	۱۵۳

۱۴۱	نماز استسقاء کی ادائیگی کا طریقہ	۱۵۴
۱۴۲	نفلی نماز	۱۵۵
۱۴۳	نفلی نمازیں دو طرح کی ہیں	۱۵۵
۱۴۴	نماز جنازہ	۱۵۷
۱۴۵	نماز جنازہ کی مشروعیت	۱۵۷
۱۴۶	نماز جنازہ کا حکم	۱۵۸
۱۴۷	نماز جنازہ کی شرطیں	۱۵۸
۱۴۸	نماز جنازہ کے ارکان	۱۵۸
۱۴۹	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۵۹
۱۵۰	نماز جنازہ کے متعلق کچھ مسائل	۱٦۰
۱۵۱	زکاۃ	۱٦۱
۱۵۲	زکاۃ کی تعریف	۱٦۱
۱۵۳	زکاۃ کی اہمیت	۱٦۱

۱۵۴	زکوٰۃ کی مشروعیت کی حکمت	۱٦۱
۱۵۵	زکوٰۃ کی فرضیت کے دلائل	۱٦۳
۱۵٦	قرآن سے دلائل	۱٦۳
۱۵۷	حدیث سے دلائل	۱٦۴
۱۵۸	زکوٰۃ اور ٹیکس کے بیچ فرق	۱٦۵
۱۵۹	کیا ٹیکس کی ادائیگی...	۱٦٦
۱٦۰	زکوٰۃ کی شرطیں	۱٦۷
۱٦۱	زکوٰۃ ادا کرنے والے کا حکم	۱٦۸
۱٦۲	زکوٰۃ کن چیزوں میں ہے؟	۱۷۰
۱٦۳	چاندی	۱۷۰
۱٦۴	رائج شدہ کرنسی کے ذریعہ زکوٰۃ	۱۷۱
۱٦۵	رائج کرنسی کا حساب	۱۷۲
۱٦٦	چوپایوں میں زکوٰۃ	۱۷۲

۱۶۷	سامان تجارت	۱۷۳
۱۶۸	کھیتیوں اور پھلوں میں	۱۷۵
۱۶۹	زکوٰۃ کے متعلق عام مسائل	۱۷۷
۱۷۰	زکوٰۃ کے مصارف	۱۸۴
۱۷۱	زکوٰۃ کن کو دینی ہے؟	۱۹۲
۱۷۲	صدقہ فطر	۱۹۳
۱۷۳	روزہ	۱۹۶
۱۷۴	روزہ کی تعریف	۱۹۶
۱۷۵	اسلام میں روزہ...	۱۹۸
۱۷۶	روزہ کے فضائل	۱۹۹
۱۷۷	روزہ کے وجوب کی دلیل	۲۰۱
۱۷۸	قرآن سے دلیل	۲۰۲
۱۷۹	حدیث اور اجماع سے دلیل	۲۰۳

۱۸۰	روزہ کن کے اوپر واجب ہے؟	۲۰۳
۱۸۱	رمضان کے چاند...	۲۰۶
۱۸۲	رمضان کا چاند دیکھنے...	۲۰۷
۱۸۳	شک والے دن کا روزہ	۲۰۷
۱۸۴	روزہ توڑنے والی چیزیں	۲۰۸
۱۸۵	روزہ کو فاسد کرنے والے امور	۲۱۲
۱۸۶	روزہ کے آداب	۲۱۳
۱۸۷	روزہ کے واجبی آداب	۲۱۳
۱۸۸	روزہ کے مستحب آداب	۲۱۴
۱۸۹	نماز تراویح	۲۱۵
۱۹۰	نفلی روزے	۲۱۷
۱۹۱	نفلی روزوں کے فوائد	۲۱۹
۱۹۲	حج کا بیان	۲۲۱

۱۹۳	حج کی تعریف	۲۲۱
۱۹۴	حج کی مشروعیت	۲۲۱
۱۹۵	حج کے فضائل	۲۲۳
۱۹۶	حج کے مقاصد	۲۲۵
۱۹۷	حج کی شرطیں	۲۲۶
۱۹۸	حج کے مواقیت	۲۲۹
۱۹۹	میقات زمانی	۲۲۹
۲۰۰	میقات مکانی	۲۳۰
۲۰۱	مواقیت کے مسائل	۲۳۲
۲۰۲	حج کے مناسک	۲۳۲
۲۰۳	احرام کی سنتیں	۲۳۲
۲۰۴	واجبات احرام	۲۳۳
۲۰۵	احرام میں مسنون امور	۲۳۴

۲۰۶	ممنوعات احرام	۲۳۵
۲۰۷	تلبیہ	۲۳۶
۲۰۸	طواف	۲۳۷
۲۰۹	طواف کی شرطیں	۲۳۸
۲۱۰	طواف کی سنتیں	۲۳۹
۲۱۱	سعی	۲۴۰
۲۱۲	عرفہ کا قیام	۲۴۰
۲۱۳	قیام عرفہ کے متعلق مسائل	۲۴۱
۲۱۴	مزدلفہ میں رات گزارنا	۲۴۲
۲۱۵	جمرات کو کنکریاں مارنا	۲۴۴
۲۱۶	کنکریاں مارنے میں...	۲۴۴
۲۱۷	حلق اور تقصیر کا بیان	۲۴۵
۲۱۸	حلق و تقصیر کے مسائل	۲۴۵

۲۱۹	ہدی کا بیان	۲۴۶
۲۲۰	ہدی میں کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے؟	۲۴۷
۲۲۱	منیٰ میں رات گزارنا	۲۴۸
۲۲۲	منیٰ میں کن کو رات نہیں گزارنی ہے	۲۴۸
۲۲۳	کون سی رات گزارنے سے...	۲۴۹
۲۲۴	کچھ غلطیوں کی نشاندہی	۲۴۹
۲۲۵	عمرہ اور اس کے احکام	۲۵۲
۲۲۶	عمرہ کے ارکان	۲۵۷
۲۲۷	عمرہ کے واجبات	۲۵۷